﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءِ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ
# الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد19 | جمعۃ المبارک17؍فروری2012ء | 24ربیع الاوّل1433 ہجری قمری ۞ 17؍تبلیغ 1391ہجری شمسی | شمارہ 07

## خدا کی گرفت

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی مالکن امّ انمار لوہے کو سخت گرم کرتی اور حضرت خبابؓ کے سر پر رکھ دیتی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے امّ انمار کو سر میں ایک بیماری ہوگئی اور حضرت خبابؓ نے اس ظلم سے نجات پائی۔ (اسد الغابہ جلد2 صفحہ98۔ از عبدالکریم الجزری مکتبہ اسلامیہ طہران)

# قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

## اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

**یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔**

’’خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا‘‘۔

’’اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کرسکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے‘‘۔

(اشتہار 20؍فروری1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ100-103 مطبوعہ لندن)

۞۞۞۞۞۞۞

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واَولیٰ واکمل وافضل واتمّ ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے......اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہ وبرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے‘‘۔

(اشتہار 22؍مارچ1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115۔ مطبوعہ لندن)

۞۞۞۞۞۞۞

’’صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخصّ آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے‘‘۔

(اشتہار 8؍اپریل 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117۔ مطبوعہ لندن)

۞۞۞۞۞۞۞

# پیشگوئی مصلح موعود

## اسلام کی نشأۃ ثانیہ سے تعلق رکھنے والی ایک عظیم الشان پیشگوئی

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال 18 فروری 2011ء کو خطبۂ جمعہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس کے مختلف پہلوؤں کا ذکر فرماتے ہوئے احباب جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔

20 فروری کا دن جماعت احمدیہ عالمگیر میں یوم مصلح موعود کے حوالہ سے منایا جاتا ہے۔ اس مناسبت سے ہم ذیل میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ خطبہ جمعہ کے چند اقتباسات ہدیۂ قارئین ہیں۔

اس خطبہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے 9/مارچ 2011ء میں شائع شدہ ہے۔ (مدیر)

حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"یہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو کسی شخص کی ذات سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ پیشگوئی اسلام کی نشأۃ ثانیہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس پیشگوئی کی اصل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے"۔

..........

"گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ ایک بیٹا عطا فرمائے گا جو مصلح موعود ہوگا اور اس کی تفصیل میں آپ نے اس کی بہت ساری خصوصیات بیان فرمائی تھیں۔ لیکن یہ پیشگوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ بیان فرما کر چودہ سو سال پہلے بیان فرما دی تھی کہ یَنْزِلُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کہ عیسیٰ ابن مریم جب زمین پر نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے اور اُن کی اولاد ہوگی۔

(مشکاۃ المصابیح کتاب الرقاق باب نزول عیسیٰ الفصل الثالث حدیث نمبر 5508 دارالکتب العلمیۃ ایڈیشن 2003)۔(الوفاء باحوال المصطفیٰؐ لابن جوزی مترجم محمد اشرف سیالوی صفحہ 843 ناشر فرید بک سٹال لاہور)

اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں، عیسیٰ ابن مریم کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری احادیث میں فرمائی ہے کہ وہ کون ہیں؟ بخاری کی حدیث ہے۔ مسلم نے بھی اور حدیثوں کی کتب نے بھی اس کو درج کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ، اور فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ اور پھر یہ بھی روایت میں ہے کہ یہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے تمہاری امامت کے فرائض بھی سرانجام دے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما بشریۃ...... حدیث 392,394)

پھر ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ ابن مریم کا زمانہ پائے گا اور وہی امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ یہ مسند احمد کی حدیث ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 479 مسند أبی ہریرۃ حدیث نمبر 9312 عالم الکتب بیروت 1998)

پس یہ پیشگوئی جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ سے تعلق رکھتی ہے گو تفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور مسیح و مہدی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اب دوبارہ کی لیکن اس کی بنیاد تو آج سے چودہ سو سال بلکہ اس سے بھی زائد عرصہ پہلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر انعامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑائی کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو آپ کے آقا و مطاع، سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کرنے کے لئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے ہیں۔ یہ تائیدی نشانات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کرنے کے لئے ہیں۔ اسلام کا زندہ خدا اور زندہ رسول ہونے کی دلیل کے طور پر یہ پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے کروائی ہیں"۔

..........

"اسلام کی تمام ادیان پر برتری کا کام تو آپ کرتے چلے گئے۔ اور خاص طور پر عیسائیت کے اُمڈتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے اس کے آگے ایک بند باندھ دیا۔ اس دوران آپ کے دل میں دعاؤں کی طرف توجہ دینے کے لئے خاص طور پر چِلّہ کاٹنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ تو اس کے لئے آپ نے قادیان سے باہر جا کر چِلّہ کاٹنے کا ارادہ کیا۔ تو اسی دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا کہ آپ کی عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔

چنانچہ آپ نے 22/جنوری 1886ء کو ہوشیار پور کا سفر اختیار کیا اور چِلّہ کشی کی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ترقی اور بہت سی بشارات آپ کو دیں۔ چنانچہ جب چِلّہ ختم ہوا تو حضور علیہ السلام نے اپنے قلم سے 20/فروری 1886ء کو ایک اشتہار "رسالہ سراجِ منیر برنشانہائے ربّ قدیر" کے نام سے تحریر فرمایا، جو اخبار ریاضِ ہند امرتسر یکم مارچ 1886ء میں بطورِ ضمیمہ شائع ہوا"۔

..........

"اس میں ایک بیٹے کی بشارت بھی دی گئی جس کی مختلف خصوصیات ہیں، جس کا تفصیلی جائزہ لیں تو یہ باون خصوصیات بنتی ہیں۔ بلکہ ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے اٹھاون بھی بیان فرمائی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح آئے گا تو اُس کی اولاد ہوگی .......... اب اولاد تو اکثر لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس میں کیا خاص بات ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پیشگوئی فرمائی تھی تو یقیناً کسی اہم بات کی اور وہ یہی بات تھی کہ اُس کی اولاد ہوگی اور وہ ایسی خصوصیات کی حامل ہوگی جو دین کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو توحید کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا پر ظاہر کرنے کا باعث بنے گی۔

اب اس پیشگوئی کے مطابق جس سال میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے ہیں یعنی 1889ء میں، اسی سال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت بھی لی۔ اُسی سال اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ بیعت بھی لے لو۔ اور یوں اس سال میں باقاعدہ طور پر اُس جماعت کی بنیاد ڈالی گئی جس نے اسلام کی تبلیغ کا کام بھی کرنا تھا، اپنی حالتوں کو بھی سنوارنا تھا اور مسیح و مہدی کی بیعت میں آ کر آنحضرتؐ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا بننا تھا اور آپ کے جماعت قائم کرنے کا یہی مقصد تھا"۔

..........

"بہرحال یہ پُرشوکت پیشگوئی تھی جس نے حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کے باون سالہ دور میں ثابت کر دیا کہ کس طرح وہ شخص جلد جلد بڑھا؟ کس طرح اُس نے دنیا میں اسلام کے کام کو تیزی سے پھیلایا؟ مشن قائم کئے، مساجد بنائیں۔ آپ کے وقت میں باوجود اس کے کہ وسائل بہت کم تھے، مالی کشائش جماعت کو نہیں تھی، دنیا کے چونتیس پینتیس ممالک میں جماعت کا قیام ہو چکا تھا۔ کئی زبانوں میں قرآنِ کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا تھا، مشن کھولے جا چکے تھے۔ اسی طرح جماعتی نظام کا یہ ڈھانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی بنایا تھا جو آج تک چل رہا ہے اور اس سے بہتر کوئی ڈھانچہ بن ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی طرح ذیلی تنظیمیں ہیں اُس وقت کی بنائی ہوئی ہیں وہ بھی آج تک چل رہی ہیں۔ ہر کام آپ کی ذہانت اور فہم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قرآنِ کریم کی تفسیر ہے اور دوسرے علمی کارنامے ہیں جو آپ کے علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کا ثبوت ہیں۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی اپنے اس بیٹے کو جس کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد تھا، مصلح موعود ہی سمجھا"۔

..........

"حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو اس وقت تک اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا جبتک خدا تعالیٰ نے آپ کو بتا نہیں دیا۔ یہ ایک لمبی رؤیا ہے جس کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ اس میں کشف اور الہام کا بھی حصہ ہے (جو آپ نے دیکھی تھی) اُس کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ: "مَیں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔"

(دعویٰ مصلح الموعود کے متعلق پر شوکت اعلان۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 161 مطبوعہ ربوہ)

اور آپ نے یہ رؤیا دیکھ کے 1944ء میں بیان کیا"۔

..........

"آپ کے علمی کارنامے ایسے ہیں جو دنیا کو نیا انداز دینے والے ہیں جس کا دنیا نے اقرار کیا۔...... معاشی، اقتصادی، سیاسی، دینی، روحانی سب پہلوؤں پر آپ نے جب بھی قلم اٹھایا ہے یا تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ہیں، یا مشوروں سے امتِ مسلمہ یا دنیا کی رہنمائی فرمائی تو کوئی بھی آپ کے تبحرِ علمی اور فراست اور ذہانت اور روحانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ مصلح موعودؓ تھے، دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا، جس میں روحانی، اخلاقی اور ہر طرح کی اصلاح شامل تھی۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپ کا باون سالہ دورِ خلافت تھا اور آپ نے خطباتِ جمعہ کے علاوہ بے شمار کتب بھی تحریر فرمائی ہیں۔ تقاریر بھی فرمائیں، جن کو جب تحریر میں لایا گیا یا لایا جا رہا ہے تو ایک عظیم علمی اور روحانی خزانہ بن گیا ہے اور بن رہا ہے۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن جو آپ کی وفات کے بعد قائم کی گئی تھی، خلیفۃ المسیح الثالث نے قائم فرمائی تھی۔ وہ آپ کا سب مواد جو ہے کتب کی صورت میں شائع کر رہی ہے اور آج تک اس پر کام ہو رہا ہے۔ اب تک خطبات کے علاوہ اکیس جلدیں آ چکی ہیں جو انوار العلوم کے نام سے مشہور ہیں۔ اور یہ ہر جلد جو ہے کم از کم چھ سو، سات سو صفحات پر مشتمل ہے"۔

..........

"آپ کے کام کو دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کی شوکت اَور روشن تر ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اصل میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جس سے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور دائمی مرتبے کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تعلق صرف ایک شخص کے پیدا ہونے اور کام کر جانے کے ساتھ نہیں ہے۔ اس پیشگوئی کی حقیقت تو تب روشن تر ہوگی جب ہم میں بھی اُس کام کو آگے بڑھانے والے پیدا ہوں گے جس کام کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کی تائید اور نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود عطا فرمایا تھا جس نے دنیا میں تبلیغِ اسلام اور اصلاح کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیں۔

پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اصلاحِ نفس کی طرف بھی توجہ دیں۔ اصلاحِ اولاد کی طرف بھی توجہ دیں اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں۔ اور اس اصلاح اور پیغام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں جس کا منبع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا تھا۔ پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یومِ مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے، ورنہ تو ہماری صرف کھوکھلی تقریریں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔

# مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر183**

## عہدِ خلافت خامسہ میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت (2)

پچھلی قسط میں ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کی جدید طبع میں علیحدہ طور پر اشاعت کے کام کا ذکر کیا تھا۔اور چند شائع ہونے والی کتب کا تعارف پیش کیا تھا۔ اس قسط میں مزید عربی کتب کی اشاعت کی تفصیل اور مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

### بَاقَةٌ مِنْ بُسْتَانِ الْمَهْدِیْ

(تحفہ بغداد، اتمام الحجۃ، حجۃ اللہ،
ترغیب المؤمنین اور حقیقت المہدی)

چونکہ حضور علیہ السلام کی بعض عربی کتب سائز میں بہت چھوٹی تھیں اس لئے بعض عرب احباب نے تجویز دی کہ ان کو ایک کتاب میں جمع کر دیا جائے۔ یہ تجویز حضور انور نے منظور فرمائی اور اس کے لئے مکرم ڈاکٹر حاتم الشافعی صاحب آف مصر کا تجویز کردہ نام ''بَـاقَـةٌ مِـنْ بُسْتَـانِ الْمَهْدِی''(یعنی امام مہدیؑ کے بستان سے ایک گلدستہ) منظور فرمایا۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری تھی تا کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عنوان کے تحت کوئی کتاب لکھی ہے۔

یہ مجموعہ مندرجہ ذیل پانچ چھوٹی کتب پر مشتمل ہے: تحفہ بغداد، اتمام الحجۃ، حجۃ اللہ، ترغیب المؤمنین اور حقیقت المہدی۔ یہ کتب اس جدید طبع کی صورت میں 2007ء میں شائع ہوئیں۔ ان کتب کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

### تحفۂ بغداد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''التبلیغ'' کا بھی جہاں حضرت محمد سعید الشامی صاحبؓ پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ وہ اس کی فصاحت وبلاغت اور روحانی معارف کے دیوانے ہوگئے، وہاں یہ کتاب بغداد سے حیدرآباد دکن میں آئے ہوئے ایک شخص السید عبدالرزاق قادری البغدادی نے بھی پڑھی اور اس کے بعد ایک اشتہار اور ایک خط عربی زبان میں لکھ کر حضورؑ کو بھیجا جس میں آپؑ کے دعویٰ کو خلاف شریعت اور آپ کو جھوٹا مدعی اور واجب القتل قرار دیا جبکہ آپ کی کتاب ''التبلیغ'' کو معارض قرآن قرار دیا۔

بغدادی صاحب نے اپنے اشتہار میں نہایت جارحانہ اور غلیظ زبان استعمال کی ہے جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) دجّال اور مُضِلّ اور بطّال وغیرہ قرار دیا اور آپ کا علاج اس دنیا میں تلوار اور آخرت میں نار قرار دیا۔

حضور علیہ السلام نے ان کے خط کے جواب میں عربی زبان میں اپنی کتاب تحفۂ بغداد تصنیف فرمائی جس میں آپ نے شیخ بغدادی کے تمام شبہات کا مفصل جواب دیا نیز اپنے دعویٔ ماموریت اور وفات مسیح ناصری کا ثبوت اور امت محمدیہ میں مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہنے کا ذکر فرما کر شیخ بغدادی صاحب کو کہا کہ اس سے مقصد یہ ہے کہ آپ اپنے خیالات کی اصلاح کریں اور اگر کسی بات کی حقیقت آپ پر ظاہر نہ ہو تو اس کے متعلق مجھ سے دریافت کریں۔ نیز لکھا کہ مولویوں کے فتاویٔ تکفیر سے دھوکہ نہ کھائیں بلکہ میرے پاس آئیں اور بچشمِ خود حالات دیکھیں تا حقیقت کو پاسکیں۔ اور اگر آپ لمبے سفر کی تکلیف برداشت نہ کرسکیں تو اللہ تعالیٰ سے میرے بارہ میں ایک ہفتہ تک استخارہ کریں۔ استخارہ کا طریق بتا کر فرمایا کہ استخارہ شروع کرنے کے وقت سے مجھے بھی اطلاع دیں تا مَیں بھی اس وقت دعا کروں۔ اس کتاب میں حضورؑ نے دو قصیدے بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں سے دوسرے قصیدہ کا مطلع کچھ یوں ہے:

هَـدَاکَ الـلّـٰـهُ هَـلْ قَـتْـلِـیْ یُـبَـاحٗ
وَهَـلْ مِـثْـلِـیْ یُـدَمَّـرُ أَوْ یُـجَـاحٗ

یعنی: (اے شیخ بغدادی) اللہ تمہیں ہدایت دے، کیا میرا قتل تیرے نزدیک امرِ مباح ہے؟ کیا میرے جیسا انسان بھی تمہاری نظر میں تباہی اور بیخ کنی کا مستحق ہے؟

شیخ بغدادی نے اپنے اشتہار میں کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نعوذ باللہ جھوٹے ہیں اور آپ کا علاج صرف تلوار ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضورؑ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

اے میری مخالفت میں مجھے تلوار سے قتل کرنے کی دھمکیاں دینے والے، تجھے کیا معلوم کہ مجھ پر تو اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی تلوار کب کی چل چکی ہے۔

### اِتْمَامُ الْحُجَّة

یہ رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی رسل بابا امرتسری پر اتمامِ حُجّت کرنے کے لئے جون 1894ء میں شائع کیا۔ اِس رسالہ کا کچھ حصّہ عربی میں ہے اور کچھ اُردو میں۔ اس کی تالیف کا باعث مولوی رسل بابا امرتسری کا رسالہ حیات المسیح ہوا۔ جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر بجسمہ العنصری زندہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رسالہ میں قرآن مجید اور احادیث اور ائمہ اور سلف صالحین کے اقوال سے مسیحؑ کی وفات پر مختصراً لیکن جامع بحث کی ہے۔ مولوی مذکور نے اپنے رسالہ میں ان کے دلائل کو ردّ کرنے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا بھی اعلان کیا تھا۔ اس کا ذکر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ:

''وہ ماہ جون 1894ء کے اخیر تک ہزار روپیہ خواجہ یوسف شاہ صاحب اور شیخ غلام حسن صاحب اور میر محمود شاہ صاحب کے پاس یعنی بالاتفاق تینوں کے پاس جمع کرا کر ان کی دستی تحریر کے ساتھ ہم کو اطلاع دیں جس تحریر میں ان کا یہ اقرار ہو کہ ہزار روپیہ ہم نے وصول کرلیا اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم ھٰذا کے غلبہ ثابت ہونے کے وقت یہ ہزار روپیہ ہم بلاتوقف مرزا مذکور کو دے دیں گے اور رسل بابا کا اس سے کچھ تعلق نہ ہوگا''

(اتمام الحجۃ۔روحانی خزائن جلد8 صفحہ 305)

اور فیصلہ کرنے والے کے بارہ میں فرمایا کہ ہم:

''اس بات پر راضی ہیں کہ شیخ محمد حسین بطالوی یا ایسا ہی کوئی زہرناک مادہ والا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر ہو جائے۔ فیصلہ کے لئے یہی کافی ہوگا کہ شیخ بطالوی مولوی رسل بابا صاحب کے رسالہ کو پڑھ کر اور ایسا ہی ہمارے رسالہ کو اوّل سے آخر تک دیکھ کر ایک عام جلسہ میں قسم کھا جائیں اور قسم کا یہ مضمون ہو کہ اے حاضرین بخدا میں نے اوّل سے آخر تک دونوں رسالوں کو دیکھا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ درحقیقت مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ یقینی اور قطعی طور پر حضرت عیسیٰؑ کی زندگی ثابت کرتا ہے اور جو مخالف کا رسالہ نکلا ہے اس کے جوابات سے اس کے دلائل کی بیخ کنی نہیں ہوئی۔ اور اگر مَیں نے جھوٹ کہا ہے یا میرے دل میں اس کے برخلاف کوئی بات ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ ایک سال کے اندر مجھے جذام ہو جائے یا اندھا ہو جاؤں یا کسی اور بُرے عذاب سے مر جاؤں۔ فقط۔ تب تمام حاضرین تین مرتبہ بلند آواز سے کہیں کہ آمین آمین آمین۔ اور جلسہ برخاست ہو۔ پھر اگر ایک سال تک وہ قسم کھانے والا ان بلاؤں سے محفوظ رہا تو کمیٹی مقرر شدہ مولوی رسل بابا صاحب کا ہزار روپیہ عزّت کے ساتھ اس کو واپس دے دی گی۔ تب ہم بھی اقرار شائع کریں گے کہ حقیقت میں مولوی رسل بابا نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ثابت کردی ہے۔ مگر ایک برس تک بہرحال وہ روپیہ کمیٹی مقرر شدہ کے پاس جمع رہے گا۔ اور اگر مولوی رسل بابا صاحب نے اس رسالہ کے شائع ہونے سے دو ہفتہ تک ہزار روپیہ جمع نہ کرادیا تو ان کا کذب اور دروغ ثابت ہوجائے گا۔''

(اتمام الحجۃ۔روحانی خزائن جلد8 صفحہ 305)

یہ رسائلہ روسائے امرتسر اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور خود مولوی رسل بابا صاحب کو رجسٹری کر کے بھجوایا گیا مگر مولوی رسل بابا صاحب نے اپنے ہزار روپیہ انعام کے اعلان کا پاس نہ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر کے اپنا کذب اور دروغ ثابت کر دیا۔ آخرکار 8/دسمبر 1902ء کو طاعون سے امرتسر میں راہیٔ ملک عدم ہوا۔

### حُجَّةُ الله

مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک نہایت گندہ اشتہار شائع کیا۔ اور آپ کی عربی دانی پر شدید اعتراض کیا، اور اپنی قابلیت جتانے کے لئے عربی زبان میں مباحثہ کرنے کی آپؑ کو دعوت دی۔ اِس دعوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منظور فرماتے ہوئے یہ شرط لگائی کہ چونکہ آپ کے نزدیک مَیں عربی نہیں جانتا اور محض جاہل ہوں۔ اس لئے اگر آپ مقابلہ کے وقت مجھ سے شکست کھا گئے تو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اِسے ایک معجزہ سمجھ کر فی الفور میری بیعت میں داخل ہونا ہوگا۔ لیکن جب مولوی غزنوی نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ اس کا ساتھی شیخ نجفی کچھ بولا تو آپ نے مولوی غزنوی اور شیخ نجفی کو مخاطب کر کے یہ رسالہ فصیح وبلیغ عربی میں 17/مارچ 1897ء کو لکھنا شروع کیا اور 26/مئی 1897ء کو مکمل کر دیا۔

اِس رسالہ میں جو اسرارِ ربانیہ اور محاسنِ ادبیہ پر مشتمل ہے آپؑ نے مکفّرین علماء پر حجت قائم کرنے کے لئے نجفی اور غزنوی کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بھی ان الفاظ میں دعوتِ مقابلہ دی کہ اگر وہ تین چار ماہ تک ایسی کتاب پیش کردیں تو اس سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا۔ بے شک وہ جن ادباء سے مدد لینا چاہیں لے لیں۔ اگر وہ اس رسالہ کی نظیر حجم وضخامت اور نظم ونثر کے موافق شائع کر دیں اور پروفیسر مولوی عبداللہ یا کوئی اَور پروفیسر حلف مؤکد بعذاب اُٹھا کر اُن کے تحریر کردہ رسالہ کو میرے رسالہ کے برابر یا اعلیٰ قرار دیں اور پھر قسم کھانے والا میری دُعا کے بعد اکتالیس دن تک عذاب الٰہی میں ماخوذ نہ ہو تو مَیں اپنی کتابیں جو اس وقت میرے قبضہ میں ہوں گی جلا کر اُن کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور اِس طریق سے روز روز کا جھگڑا طے ہوجائے گا اور اس کے بعد جو شخص مقابلہ پر نہ آیا تو پبلک کو سمجھنا چاہئے کہ وہ جھوٹا ہے۔

آپؑ نے اس کتاب کے آخر میں تحریر فرمایا کہ یہ کتاب تکذیب واستہزاء کرنے والے علماء کے لئے آخری وصیت کی طرح ہے۔ اور اس اتمام حجت کے بعد ہم اُن سے خطاب نہیں کریں گے۔

لیکن نہ تو بٹالوی صاحب مقابلہ کے لئے سامنے آئے اور نہ غزنوی وشیخ نجفی اور نہ مخالف علماء میں سے کسی اَور کو اس رسالہ کے مقابلہ میں فصیح وبلیغ عربی رسالہ لکھنے کی جرأت ہوئی۔

### ترغيب المؤمنين

1897ء میں ایک عیسائی احمد شاہ نے ایک نہایت ہی گندی اور دلآزار کتاب ''امہات المومنین'' شائع کی اور اس کا ایک ہزار نسخہ ہندوستان کے علماء اور معززین اسلام کو بذریعہ ڈاک مفت بھیجا گیا تا ان میں سے کوئی اس کا جواب لکھے۔ چونکہ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات کی شان میں مؤلف نے سخت توہین آمیز کلمات استعمال کئے تھے اس لئے اس کتاب کی اشاعت سے مسلمانوں میں

عیسائیوں کے خلاف سخت اشتعال پیدا ہوا۔ اور مسلم انجمنوں نے اس کا جواب دینے کی بجائے گورنمنٹ کی خدمت میں میموریل پر میموریل بھیجنے شروع کر دیئے تا کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے اور اس کی اشاعت بند کی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقعہ پر رسالہ ''البلاغ یا فریادِ درد'' لکھا جس میں مسلمانوں کے طریق کو غیر مفید قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ مناسب یہی ہے کہ ان سب اعتراضات کا جواس کتاب اور دیگر کتابوں میں پادریوں نے لکھے ہیں تسلّی بخش جواب دیا جائے ۔ نیز آپ نے فرمایا کہ پادریوں کے اعتراضات کا جواب دینا بھی ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ پھر آپ نے اس کام کو سرانجام دینے کی اہلیت کے لئے دس شرائط کا بھی ذکر فرمایا۔

یہ کتاب آپؑ نے مئی 1898ء میں تالیف فرمائی۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ ایک حصہ اردو میں ہے اور ایک حصہ عربی میں۔ البلاغ یا فریاد درد مع عربی حصہ و فارسی ترجمہ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ میں 1922ء میں شائع ہوا لیکن اس کا عربی حصہ مع فارسی ترجمہ ''ترغیب المومنین'' کے نام سے 1898ء میں ہی شائع ہو گیا تھا۔

## حقیقت المھدی

ایک عرصہ سے مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف انگریزی گورنمنٹ کو بدظن کرنے کی مہم تیز کر رکھی تھی۔ اُس نے بارہا حکّام کے پاس آپ پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ درپردہ یہ شخص باغی ہے اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور گورنمنٹ کا ہرگز خیر خواہ نہیں ہے۔ اُسے ڈھیل دینا اور تبلیغ کرنے کی آزادی دینا ہرگز مناسب نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ حقیقت المہدی میں بٹالوی کے ایسے الزامات اور بہتانات کی مدلّل طور پر تردید فرمائی ہے اور اس کے عقیدہ درباره مہدی کو جو اُس نے گورنمنٹ کے پاس ظاہر کیا ایک منافقانہ فعل ثابت کیا ہے۔ پھر گورنمنٹ کے سامنے مخلص اور منافق اور خیر خواہ اور بدخواہ کے جاننے کے لئے آپ نے ایک یہ طریق آزمائش پیش کیا کہ ہم دونوں فریق جہاد اور مہدی کی نسبت جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ عرب یعنی مکّہ مدینہ وغیرہ عربی بلاد میں اور کابل اور ایران وغیرہ میں شائع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں لکھ کر اور چھاپ کر سرکاری انگریزی کے حوالے کریں تا کہ وہ اپنے اطمینان کے موافق اُسے شائع کرے۔ آپ نے حسب وعدہ عربی زبان میں اپنے عقائد لکھ کر اور اس کا فارسی میں ترجمہ کر کے اس رسالہ کے آخر میں لگا دیئے لیکن منافقانہ کارروائی کرنے والے کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ رسالہ آپ نے 21/ فروری 1899ء کو شائع کر دیا۔

## مکتوب احمد

روحانی خزائن کی گیارھویں جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''انجام آتھم'' مع ضمیمہ پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کی وفات پر تالیف فرمائی جو 27/ جولائی 1896ء کو بمقام فیروز پور واقع ہوئی۔ اِس کتاب کے دو حصے ہیں ایک اردو اور ایک عربی جسے ضمیمہ کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اردو حصہ میں تو آپ نے آتھم سے متعلقہ پیشگوئی پر روشنی ڈالی ہے اور عیسائیوں، مسلمان علماء، صوفیاء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے اور عربی زبان میں آپ نے ایک مکتوب باعمل اہلِ علم اور فقراء منقطعین کے نام لکھا ہے جس میں آپ نے تائیداتِ الٰہیہ اور ان نشانوں کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ کتاب کے آخر پر آپ نے اپنا ایک عربی قصیدہ بھی درج فرمایا ہے۔

اس عربی حصہ کو ''مکتوب احمد'' کے نام سے جدید طبع کے تحت 2007ء میں شائع کیا گیا۔

## سِرُّ الْخِلَافَة

یہ کتاب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں تصنیف فرمائی۔ اور جولائی 1894 میں شائع ہوئی۔ اِس کتاب میں آپ نے مسئلہ خلافت پر جو اہلِ سُنّت اور شیعوں میں صدیوں سے زیر بحث چلا آتا ہے سیر کُن بحث کی ہے۔ اور دلائل قطعیہ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اگرچہ چاروں خلیفہ برحق تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ سب صحابہ سے اعلیٰ شان رکھتے تھے اور اسلام کے لئے وہ آدم ثانی تھے۔ اور بنظرِ انصاف دیکھا جائے تو آیت استخلاف کے حقیقی معنوں میں وہی مصداق تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر شیعہ صاحبان کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے مدلل اور مسکت جوابات بھی دیئے ہیں۔ نیز ان کے اور باقی صحابہؓ کے فضائل کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ پھر اہل سنت اور شیعوں کے آپس کے جھگڑوں کا جن میں اکثر لڑائی اور مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے ذکر کر کے فیصلہ کا ایک یہ طریق پیش کیا ہے کہ ہم دونوں فریق ایک میدان میں حاضر ہو کر خدا تعالیٰ سے نہایت تضرع اور الحاح سے دُعا کریں۔ اور لعنة الله علی الکاذبین کہیں۔ پھر اگر ایک سال تک فریق مخالف پر میری دُعا کا اثر ظاہر نہ ہو تو میں ہر عذاب اپنے لئے قبول کروں گا۔ اور اقرار کروں گا کہ مَیں صادق نہیں۔ اور علاوہ ازیں ان کو پانچ ہزار روپیہ بھی انعام دوں گا۔

نیز آپ نے اس کتاب میں عقیدۂ ظہور مہدی کا ذکر کر کے اپنے دعوئ مہدویت پر شرح و بسط سے بحث کی ہے۔ الغرض مسئلہ خلافت پر یہ ایک جامع فیصلہ کُن کتاب ہے۔ جس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے پڑھنے سے ہی لگ سکتا ہے۔

اس کتاب کے عربی زبان میں لکھنے کا ایک مقصد حضور علیہ السلام نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ:۔

''یہ کتاب شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے علماء مکفرین کے الزام اور افحام اور ان کی مولویّت کی حقیقت کھولنے کے لئے بوعدۂ انعام ستائیس روپیہ شائع ہوئی ہے۔ ستائیس دن بالمقابل رسالہ بنانے کے لئے مہلت دی گئی ہے اور یہ ستائیس دن روز اشاعت سے محسوب ہوں گے۔''

(ٹائٹل پیج سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 315)

اور فرمایا: ''آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر آپ کو علم عربی میں کچھ بھی دخل ہے۔ ایک ذرہ بھی دخل ہے تو اب کی دفعہ تو ہرگز مُنہ نہ پھیریں...... پچیس جولائی 1894ء تک اس درخواست کی میعاد ہے۔ اگر آپ نے 25/ جولائی 1894ء تک یہ درخواست چھاپ کر بذریعہ کسی اشتہار کے نہ بھیجی تو سمجھا جائے گا کہ آپ اس سے بھاگ گئے۔''

(سرّ الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 418)

مگر تمام علماء کی طرف سے خاموشی نے ان کا مقابلہ سے عاجز ہونا ثابت کر دیا۔

یہ کتاب جدید طبع کے تحت 2007ء میں شائع ہوئی۔

## نجم الھدیٰ

اِس کتاب کی تاریخ اشاعت 20/ نومبر 1898ء ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب صرف ایک دن میں لکھی۔ جمعرات کو آپ نے لکھنی شروع کی اور جمعہ کی صبح کو آپ نے اسے مکمل کر دیا۔ آپ نے یہ کتاب چار زبانوں عربی، اردو، فارسی اور انگریزی میں شائع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اصل کتاب حضرت اقدسؑ نے عربی میں لکھی اور اس کا اردو ترجمہ بھی خود ہی کیا۔ لیکن فارسی ترجمہ آپ کے بعض صحابہ نے کیا، جبکہ انگریزی ترجمہ ابھی نہیں ہوا تھا کہ آپ نے یہ کتاب شائع فرمادی۔ نجم الھدیٰ کا انگریزی ترجمہ خلافتِ ثانیہ کے عہد میں خان بہادر چوہدری ابو الہاشم خان صاحب نے کیا اور "The Lead Star" کے نام سے شائع کیا۔

اِس رسالہ میں حضرت اقدسؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ ''احمدؐ'' اور ''محمدؐ'' کی حقیقت نہایت دلکش انداز میں بیان فرمائی ہے اور آپؐ کے ایسے کمالات اور محاسن کا ذکر فرمایا ہے جن سے آنحضورؐ کا سب انبیاء سے بالا و برتر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ نیز دجّالی فتن اور ان فتن کے ازالہ کے لئے اپنا خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مبعوث ہونا بدلائل قاطعہ ثابت فرمایا ہے۔ نیز آپ نے اس کتاب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے بعض نشانات کا ذکر فرمایا ہے جن میں عربی زبان کا خداداد ملکہ، کسوف وخسوف اور لیکھرام کی ہلاکت کا نشان شامل ہیں۔

یہ کتاب جدید طبع کے تحت 2009ء میں شائع ہوئی۔

(باقی آئندہ)

## یہ خلافت کی ہی برکت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یہ خلافت کی ہی برکت ہے کہ تبلیغ اسلام کا وہ کام جو اس وقت دنیا میں اور کوئی جماعت نہیں کر رہی، صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ مصر کا ایک اخبار ''الفتح'' ہے وہ ہماری جماعت کا سخت مخالف ہے۔ مگر اس نے ایک دفعہ لکھا کہ جماعت احمدیہ کو بے شک ہم اسلام کا دشمن خیال کرتے ہیں لیکن اس وقت وہ تبلیغ اسلام کا جو کام کر رہی ہے گزشتہ تیرہ سو سال میں وہ کام بڑے بڑے اسلامی بادشاہوں کو بھی کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ جماعت کا یہ کارنامہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اور تمہارے ایمانوں کی وجہ سے ہے۔ آپ کی پیشگوئیاں تھیں اور تمہارا ایمان تھا۔ جب یہ دونوں مل گئے تو خدا تعالیٰ کی برکتیں نازل ہونی شروع ہوئیں اور جماعت نے وہ کام کیا جس کی توفیق مخالف ترین اخبار الفتح کے قول کے مطابق کسی بڑے سے بڑے اسلامی بادشاہ کو بھی آج تک نہیں مل سکی۔ اب تم روزانہ پڑھتے ہو کہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم اَور بھی ترقی کرو گے۔''

(روزنامہ الفضل 24/ اپریل 1957ء صفحہ 5 کالم 1-2)

## برادرم مکرم راویل بخاریو صاحب کی وفات پر

روس کے ذرّوں سے جو ذرّہ ہمارا ہو گیا
آسمانِ احمدیت کا ستارہ ہو گیا
تھا وفادارِ خلافت ایک سلطانِ نصیر
خدمتِ دیں کرتے ہوئے ربّ کو پیارا ہو گیا

(مبارک احمد ظفر)


**THOMPSON & CO SOLICITORS**
**New Office in Morden**

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

**Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,**
**Naeem Khan, David Brocklesby** (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
*Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

# خطبہ جمعہ

## معروف رشین احمدی مسلمان مکرم راویل بخارایف صاحب کی وفات پر مرحوم کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ

**گویہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روس میں ایمان لانے والے ابتدائی مٹھی بھر ذرّوں میں سے ایک ذرّہ تھے لیکن اپنے علم وعرفان، اخلاص ووفا، بے نفسی، خلافت سے بے انتہا تعلق، عاجزی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو روس میں پہنچانے کی تڑپ کے لحاظ سے ایک روشن ستارہ تھے جس نے بہتوں کی رہنمائی کا کام کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے پورا ہونے پر احمدیت روس میں ریت کے ذروں کی طرح پھیلے گی تو تاریخ انشاء اللہ تعالیٰ راویل بخاری صاحب کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔ انشاء اللہ**

**راویل صاحب اگرچہ بہت سی خوبیوں اور صفات کے مالک تھے لیکن ان کی کچھ خوبیاں جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں وہ یہ تھیں کہ وہ ایک نہایت عاجز اور منکسر المزاج انسان تھے، جن کو خلافت سے محبت اور عشق تھا۔**

**راویل صاحب خود بھی ایک بہت اچھے شاعر تھے۔ بہت اچھے ادیب تھے۔ جرنلسٹ تھے۔ مترجم تھے اور ایک داعی الی اللہ تھے۔**

**اُن کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہوا تھا۔ ان کے جاننے والوں اور سراہنے والوں کا ایک وسیع طبقہ ہے۔**

**مکرم صاحبزادہ داؤد احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ محمد شفیع صاحب سرائے نورنگ ضلع بنوں کی شہادت، مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور اور مکرمہ رابعہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب (انڈیا) کی وفات اور مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب**

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز– فرمودہ 27رجنوری 2012ء بمطابق 27رصلح 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتٰکُمْ۔ اپنے وفات پا جانے والوں کی خوبیوں کا ذکر کرو۔ اور پھر اسی میں آگے فرمایا کہ اُن کی برائیاں بیان نہ کیا کرو۔ (سنن الترمذی کتاب الجنائز باب 34 حدیث 1019)

ہر انسان میں اچھائیاں بھی ہوتی ہیں اور کمزوریاں بھی ہوتی ہیں لیکن وفات کے بعد کیونکہ انسان کا تعلق اس دنیا سے کٹ جاتا ہے اس لئے اب اس دنیا میں کسی کی کمزوریوں اور برائیوں کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اُس کی خوبیوں، اُس کی نیکیوں کو ضرور بیان کرنا چاہئے، اُن کا ضرور ذکر ہونا چاہئے۔ اس سے ایک تو نیکیوں کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور دوسرے جب مرنے والے کی نیکیوں کا ذکر ہو رہا ہو تو وفات شدہ کی مغفرت کے لئے دعا بھی نکلتی ہے۔ اور اُس کی مغفرت کے سامان ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اچھائیاں اور کمزوریاں ہر ایک میں پائی جاتی ہیں۔ یہ انسانی فطرت ہے کبھی نیکیوں کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے، کبھی بعض کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جن کی خوبیاں اور نیکیاں ایسی چمک رہی ہوتی ہیں کہ بشری کمزوریوں کو بالکل نظروں سے اوجھل کر دیتی ہیں۔ اُن کی نیکیاں اس طرح وسیع تر اور پھیلی ہوئی ہوتی ہیں کہ کمزوریاں اُن کے پیچھے چھپ جاتی ہیں اور بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں ایسے لوگ کہ جن کی نیکیاں، جن کی خوبیاں ہر جاننے والے کی زبان پر ہوتی ہیں۔ اور ایک حدیث کے مطابق جب ایسی صورت ہو تو ایسے شخص پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ثناء النّاس علی المیّت حدیث 1367)

آج میں ایک ایسے شخص کا ذکر کروں گا جس کا ہر جاننے والا اُن کی خوبیوں کے بیان میں رطب اللّسان تھا۔ ایک ایسا شخص جو پاکستانی یا ہندوستانی احمدی نہیں تھا۔ کسی صحابی کی اولاد یا پیدائشی احمدی نہیں تھا۔ لمبے عرصے کی بچپن سے لے کر جوانی تک اور پھر بڑھاپے تک خلفاء کے زیرِ اثر یا جماعت کے زیرِ سایہ اُس کی تربیت نہیں تھی۔ چند سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آیا اور بہتوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ یہ ہمارے بھائی مکرم راویل بخاری صاحب تھے جو رشین تھے۔ جن کی وفات 24رجنوری کو ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ گو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روس میں ایمان لانے والے ابتدائی مٹھی بھر ذرّوں میں سے ایک ذرّہ تھے لیکن اپنے علم وعرفان، اخلاص ووفا، بے نفسی، خلافت سے بے انتہا تعلق، عاجزی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو روس میں پہنچانے کی تڑپ کے لحاظ سے ایک روشن ستارہ تھے جس نے بہتوں کی رہنمائی کا کام کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے پورا ہونے پر احمدیت روس میں ریت کے ذروں کی طرح پھیلے گی تو تاریخ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو، راویل بخاری صاحب کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھے گی، انشاء اللہ

اس وقت میں مکرم راویل صاحب مرحوم کا کچھ مزید ذکر کرتا ہوں۔ راویل صاحب جماعتی خدمات تو اُس وقت بھی بے انتہا کرتے تھے اور انہوں نے کی ہیں جب ابھی وہ احمدیت سے متعارف ہوئے تھے اور احمدی نہیں تھے۔ اُس وقت بھی انہوں نے ترجمے کے کام کئے ہیں۔ پھر یہاں بی بی سی میں رشین پروگراموں میں ملازمت کرتے رہے۔ وہاں سے فراغت حاصل کی ہے تو پھر اپنے آپ کو مکمل طور پر وقف کر دیا۔ ایسے لگتا تھا کہ رات دن ایک ہی تڑپ ہے کہ کسی طرح مَیں اپنا کوئی بھی لمحہ احمدیت کی خدمت کے بغیر نہ گزاروں۔ ہر لمحہ میرا احمدیت کی خدمت کی طرف ہو۔ وفات والے دن بھی اس خدمت کے جذبہ سے ہی مامور تھے اور ایم ٹی اے کے لئے ایک پروگرام بنانے کے لئے ایک میٹنگ میں آنے کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ اس تیاری کے دوران میں ہی اُن کا فون آیا کہ اُن کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اس لئے وہ نہیں آ سکیں گے۔ اُنہیں بڑا سخت ہارٹ اٹیک ہوا، جو جان لیوا ثابت ہوا اور اس طرح وفات ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر اکسٹھ سال تھی۔ آپ کے لواحقین میں ایک اہلیہ ہیں اور اپنی اولاد نہیں تھی۔ اہلیہ کا پہلے ایک بیٹا تھا جو وفات پا چکا ہے۔

جماعت سے راویل صاحب کا تعارف 1990ء کے آغاز میں کلیم خاور صاحب کے ذریعے سے ہوا تھا۔ یہ تاتار قوم پر تحقیق کے سلسلے میں لندن آئے تو یہیں ان کا رابطہ ہوا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقاتوں کے نتیجے میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ راویل صاحب ایک جگہ خود بیان

کرتے ہیں کہ اگرچہ میں پیدائشی مسلمان ہوں لیکن دہریہ معاشرہ کے باعث 1989ء تک اسلام کے بارے میں علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ جس معاشرے میں میری پرورش ہوئی اُس زمانے میں اسلام اور ہماری مادری زبان تاتاری پر مکمل پابندی تھی۔ تاتاری زبان بولنے پر بھی پابندی تھی۔ تاتاری زبان تدریسی نصاب سے بھی نکال دی گئی تھی۔ لیکن تاتاریوں میں اسلامی اثر قائم تھا۔ چاہے وہ پارٹی ورکر ہوں یا سکول کے اساتذہ ہوں ہر کام سے پہلے بسم اللہ ضرور کہتے تھے۔ تاتاری ثقافت جو کہ ایک ہزار سال پرانی ہے۔ اس پر ہمیشہ سے اسلام کا اثر رہا ہے۔ اس لئے دہریت کا جو زور میرے والدین کے زمانے میں تھا، میری پرورش کے دوران وہ قدرے کم تھا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں چھپا ہوا مسلمان تھا جسے ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ وہ کسی طرح موقع پا کر مسجد جائے اور نمازیں ادا کرے۔ ایسا بالکل نہ تھا۔ مَیں ایک طالبعلم تھا۔ مَیں نوجوان تھا اور اس معاشرے کے مطابق جو بات میرے ذہن میں آتی وہ کرتا تھا۔

پھر کہتے ہیں کہ 1989ء میں حالات بہتر ہوئے۔ مذہب سمیت ہر قسم کی آزادی ملنا شروع ہوئی لیکن سچے مذہب تک پہنچنے کے لئے میں یہ جانتا تھا کہ مذہب کا عرفان صرف عقلی دلائل کی بنا پر حاصل نہیں ہوسکتا۔ ایمان کی نعمت خدا خود عطا کرتا ہے۔ مَیں ایک شش و پنج میں مبتلا تھا۔ عقلی طور پر مَیں سمجھ چکا تھا کہ یہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے جو کہ بہترین تعلیم دیتا ہے لیکن اس کے باوجود میری روح بالکل خالی تھی اور واحد چیز جس نے مجھے ان شکوک و شبہات سے نجات دلائی وہ چند افراد تھے جو مجھے لندن میں ملے، جنہیں اب میں سچا اور حقیقی مسلمان سمجھتا ہوں اور یہ وہ جماعت تھی جو کہ عالمِ اسلام میں ملحد سمجھے جاتے ہیں یعنی احمدیہ مسلم جماعت۔

پھر لکھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کی تعلیم یہ ہے کہ کوئی اُس وقت تک خدا کی محبت حاصل نہیں کرسکتا جب تک وہ خدا کی مخلوق سے محبت نہیں کرتا۔ یہ جانتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ یہی میری منزل ہے۔ یہاں مجھے سب کچھ اکٹھا مل گیا یعنی میری تعلیم، علم اور عقل، عقلی دلائل کے لئے میری پیاس۔ سچے مذہب کی تلاش اور روحانی تجربات سب کچھ ایک ہی جگہ مل گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1993ء کے جلسہ کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ ’’اب اس نئے دور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ ہنگری میں رابطے مکمل ہوئے ہیں‘‘۔ پہلے ہنگری میں مشن خلافتِ ثانیہ میں قائم ہوا تھا، جو بعض حالات کی وجہ سے پھر ختم کرنا پڑا تھا۔ تو کہتے ہیں کہ نئے دور میں وہاں رابطے ہوئے ہیں‘‘ اور سب سے پہلا پھل جو اس دَور کا ہے وہ ہنگری کے مخلوص زُلائی ہیں،، جو خود انگلستان تشریف لائے تھے۔ ہمارے ایک رشین احمدی دوست راویل صاحب چونکہ علمی طبقوں میں بہت شہرت رکھتے ہیں اس لحاظ سے اُن کے ساتھ بھی مخلوص زُلائی صاحب کے تعلقات تھے، وہ ان کو بار بار مسجد لانے لگے اور چند ملاقاتوں میں ہی مَیں نے دیکھا کہ ان کے دل کی کیفیت بدل رہی ہے اور (پھر وہ) خدا کے فضل سے یہاں سے بیعت کر کے گئے۔ اب واپس جا کر انہوں نے وہاں ہنگری میں مزید تبلیغ کی بنیادیں استوار کیں۔ اور راویل صاحب نے جو وہاں گزشتہ دورہ کیا ہے اس کے نتیجے میں اب وہاں جماعتیں خدا کے فضل سے مستحکم ہوگئی ہیں اور وہاں جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں اُس سے امید ہے اب وہاں جماعت کو جلد فروغ نصیب ہوگا......۔ تاتارستان میں جو برادرم راویل کا اصل وطن ہے، وہاں سے دو تین سال پہلے مُرات ضَیائوف صاحب جلسہ یوکے پر تشریف لائے تھے اور یہ ثابت قدم رہے اور وفادار ثابت ہوئے۔ پس جا کر انہوں نے رابطہ رکھا اور اپنے آپ کو احمدی قرار دیتے رہے۔ اُن کی بیٹی نے بھی بہت ہی اخلاص کے ساتھ جماعت سے تعلق رکھا اور ایک دوسرے کے ایمان کو یہ تقویت دیتے رہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ احمدیت کو قبول کرنا ان قوموں کے لئے اتنا آسان نہیں جو ستّر سال دہریت کے زہر سے مسموم رہے۔ اس کے نتیجے میں باوجود اس کے کہ اسلام سے تعلق ٹوٹا نہیں اور اسلامیت کا شعور اُن کے دلوں میں قائم رہا۔ لیکن عملاً اسلام کی تفاصیل سے کچھ آگاہی نہیں تھی اور بحیثیت مسلم نیشن کے تو اسلام کے اندر رہے لیکن بحیثیت مذہب اسلام کے یہ عملاً اسلام سے باہر ہی رہے۔ ان کو دوبارہ اسلام میں داخل کرنا اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حقانیت کا یقین دلوں میں جاگزین کرنا محنت طلب ہے اور دعاؤں کا محتاج ہے اور اعجاز کا منتظر ہے۔ اس لئے دعائیں کریں۔ ہم جس حد تک محنت ہے کر رہے ہیں، دعائیں بھی کرتے ہیں، ساری جماعت دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اعجازی نشان دکھائے کیونکہ درحقیقت روحانی انقلابات کے لئے دعاؤں سے بہت بڑھ کر اعجازی نشان کام آتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ آپ پیدائشی احمدی تو نہیں تھے لیکن اُن کو دیکھ کر یہی محسوس ہوتا تھا کہ گویا وہ ہمیشہ سے ہی احمدی تھے۔ وہ صحیح معنوں میں احمدیت کے ایک سفیر تھے۔ جہاں بھی جاتے جماعت کا ذکر ضرور کرتے۔ جہاں ان کو خدشہ ہوتا کہ جماعت کے نام سے ری ایکشن ممکن ہے تو وہاں حکمت کے ساتھ اسلام کا پیغام دیتے اور جماعتی تعلیمات بیان کرتے۔ لوگ جب پوچھتے کہ یہ کن کے عقائد ہیں تو جماعت کا نام بتا دیتے اور پھر پورا تعارف کروایا کرتے۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کرتے تھے کہ کس محفل میں کس طرح کی کتب دینا مناسب رہے گا، کس قسم کا لٹریچر دینا مناسب رہے گا۔ ان کے حلقہ احباب میں سیاستدان، ادیب، شاعر، ڈاکٹر، کالج اور یونیورسٹیز کے اساتذہ اور طلباء ماہرینِ اقتصادیات نیز مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مرد و خواتین شامل تھے۔ راویل صاحب خود بھی ایک بہت اچھے شاعر تھے۔ بہت اچھے ادیب تھے۔ جرنلسٹ تھے۔ مترجم تھے اور ایک داعی الی اللہ تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہوا تھا۔ ان کے جاننے والوں اور سراہنے والوں کا ایک وسیع طبقہ ہے۔ راویل صاحب کے ذریعے رشیا اور سابق روسی ریاستوں میں ایسے لوگوں تک جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا ہے کہ جہاں تک عام طور پر ہمارے مبلغین اور معلمین کی رسائی نہ ہوسکتی اور اگر ہوتی بھی تو بہت دیر کے بعد۔

جب آپ ماسکو جاتے تو اکثر علمی و ادبی شاعری محافل میں حصہ لیتے تھے اور اس قسم کے پروگراموں کے دوران ہمیشہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کا ذکر کر دیا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں یعنی احمدیوں کو پہلے ہی کہہ دیا کرتے تھے کہ آپ لوگ آج فلاں جگہ اتنے بجے جماعتی تعارفی کتب میں سے فلاں فلاں کتب کی اتنی تعداد لے کر پہنچ جائیں اور جو بھی پروگرام ہوتا تھا اُس کے آخر میں لوگ اُن کے جماعت کا تعارف کروانے کے بعد ضرور وہ کتب خرید لیا کرتے تھے یا لے لیتے تھے۔

جب سے یہاں لندن میں رشین ڈیسک کا قیام ہوا ہے، راویل صاحب نہایت محنت، اخلاص اور جوش کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ کام کے دوران انہیں نہ بھوک کی فکر ہوتی تھی، نہ کسی اور چیز کی پرواہ ہوتی تھی۔ ساری توجہ جماعت کے کاموں کی تکمیل کی طرف ہوتی تھی اور کبھی کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑا۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے مبلغین کہتے ہیں کہ ہم بعض دفعہ کہا کرتے تھے کہ تھک گئے ہیں، ریسٹ (Rest) کر لیں تو ہنس کے کہتے تھے کہ تم لوگ بڑی جلدی تھک گئے ہو۔ کیونکہ وہ خطباتِ جمعہ کی رشین ڈبنگ (Dubbing) کرواتے تھے اس لئے ان کو اس کام کی ایک فکر لگی رہتی تھی۔ دو سال پہلے یہ کام بہت وسیع پیمانے پر شروع ہوا اور ایم ٹی اے پر اور اسی طرح انٹرنیٹ پر خطبہ آنے لگا۔ چنانچہ اپنے ساتھیوں سے ہفتہ کے روز ضرور پوچھا کرتے تھے کہ کیا آپ نے خطبہ کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے؟ یا کب تک کر لو گے؟ اور پھر یہ پوچھتے، کیا اتوار کی صبح یا ظہر سے پہلے ڈبنگ کروا سکو گے؟ بعض دفعہ تو جمعہ کے دن شام کو ہی پوچھ لیتے تھے کہ کب تک ترجمہ مکمل کر لو گے؟ غرضیکہ جبتک وہ خطبہ کی ڈبنگ مکمل نہ کروا لیتے، بے چین اور بے قرار رہتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں بھی اُن کی مصروفیت، محنت اور لگن ایک الگ رنگ رکھتی تھی۔ تینوں دنوں کے دوران خدمتِ دین کے لئے ان کی قوتِ عمل اور جوش و جذبہ خاص طور پر دیکھنے والا ہوتا تھا۔ وہ خلیفہ وقت کے خطابات کے علاوہ باقی مقررین کی تقاریر کا بھی ایم ٹی اے کے ناظرین یا جلسہ پر موجود جو شاملین ہوتے تھے، اُن کے لئے رشین ترجمہ کیا کرتے تھے۔ رشیا اور سابقہ روسی ریاستوں سے جو بھی مہمان جلسہ پر آتے اُن کو انتہائی خندہ پیشانی سے ملتے۔ اُن کو جماعت کی ترقیات کا بتاتے۔ ہمیشہ اُن کو ایسی باتیں بتاتے جو آنے والے مہمانوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوتیں۔ پھر مہمانوں کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ انتظامیہ کو توجہ دلاتے کہ ان کی فلاں فلاں ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔ جلسہ سالانہ کی برکات اور اہمیت کے حوالہ سے اکثر کسی نہ کسی رنگ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا کرتے تھے کہ رشیا اور دیگر ریاستوں کے احمدیوں کو سالہا سال اگر تبلیغ کرتے رہیں تو وہ اتنا مفید اور مؤثر ثابت نہیں ہوتا جتنا کسی کو صرف ایک بار جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے دعوت دینا اور اس کی ملاقات خلیفہ وقت کے ساتھ کروا دینا۔ اور اس کے لئے بہت کوشش کیا کرتے تھے تا کہ زیادہ سے زیادہ مہمان جلسے پر لے کر آئیں۔ آپ نے بہت سی جماعتی کتب کا رشین میں ترجمہ کیا ہے جو رشیا اور دیگر ریاستوں میں تبلیغ کے کام میں کافی ممد اور معاون ثابت ہوتی ہیں۔ ان کتب کے علاوہ انہوں نے رشین ترجمہ قرآن کے لئے بھی بڑی نمایاں خدمت سرانجام دی ہے اور یہ بہت اہم کام ہے جو انہوں نے کیا ہے۔

خالد صاحب جو ہمارے رشین ڈیسک کے مربی ہیں، لکھتے ہیں کہ مَیں نے اور رستم حماد ولی صاحب (ماسکو) نے 1999ء میں خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اردو ترجمہ قرآن کو مدّنظر رکھتے ہوئے نئے رشین ترجمہ قرآن کا کام شروع کیا تھا اور یہ 2004ء میں مکمل کیا۔ جس کے بعد اس کی چیکنگ اور تصحیح کا کام دونوں نے راویل صاحب کے ساتھ مل کر کیا اور یہ کام لندن میں مکمل ہوا۔ کام کے دوران میں دن رات ایک کر کے انہوں نے تقریباً تین مہینے کے دوران نہایت محنت اور لگن کے ساتھ اس کام کو پورا کروایا۔ قرآنِ کریم کے ترجمے کا کام چونکہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، احتیاط کا متقاضی ہے اس لئے چیکنگ کے مرحلہ میں ہر ہر لفظ کے بارے میں تسلی کیا کرتے تھے کہ آیا قرآنِ کریم میں بالکل ایسے ہی ہے جیسے ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ اس کے لئے رشین زبان میں سے سب سے زیادہ مناسب لفظ کیا ہوسکتا ہے، اُس کا استعمال کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک ایک آیت کی چیکنگ میں کئی کئی گھنٹے لگ جایا کرتے تھے۔ راویل صاحب پوری چھان پھٹک سے ترجمہ کیا کرتے تھے۔ ان کی اس کاوش کے نتیجے میں رشین ترجمہ قرآن کے اب تک تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ لندن میں 2006ء میں، ماسکو سے 2007ء میں، قازقستان سے 2008ء میں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک صدقہ جاریہ ہے جو راویل صاحب کی یاد دلاتا رہے گا۔

راویل صاحب جیسا کہ مَیں نے کہا بہت بڑے سکالر تھے، جرنلسٹ تھے، شاعر تھے۔ ان کو مختلف قسم کے اعزازات ملے۔ اُن کو تاتارستان کا ایک سب سے بڑا اعزاز موسیٰ جلیل (Musa Jalil's) پرائز آف آنر ملا۔ یہ احمدیت سے پہلے 1986ء کا ہے۔ پھر 2001ء میں آرٹس میں خدمات کے سلسلے میں اُن کو ایک انعام ملا۔ 2006ء میں تاتارستان میں اُنہیں اعلیٰ اعزاز ''نیشنل پرائز آف آنرز'' سے نوازا گیا۔ پھر اپنی ایک کتاب پر اُن کو ایک بہت بڑا انعام ملا۔ 2009ء میں ان کی کتاب نے رشیا بُک فیئر میں ایوارڈ جیتا۔ پھر ایک اور اعزاز ان کو 13/اکتوبر کو ''دی آرڈر آف کلچرل ہیریٹیج'' کا ملا۔ اسی طرح آپ مختلف سوسائٹیوں کے ممبر بھی تھے جس میں دنیا بھر کی بیشمار سوسائٹیاں ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ بی بی سی رشین سروس میں یہ کام کرتے رہے ہیں۔ ان کے ساتھی اینڈریو اوستالسکی (Andrew Ostalski)، جو بی بی سی کی رشین سروس کے مدیرِ اعلیٰ رہے ہیں، انہوں نے ان کو وفات کے بعد خراجِ عقیدت اس طرح پیش کیا۔ لکھتے ہیں کہ: ایک لمبے عرصے تک بی بی سی رشین سروس میں ہمارے ساتھ کام کرنے والے ہمارے ساتھی راویل بخارایف صاحب اب ہم میں نہیں رہے۔ راویل بخارایف کے ساتھ تقریباً پندرہ سال سے زیادہ شانہ بشانہ کام کیا۔ مَیں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ ایسے صلاحیتوں والے اور سچے ساتھی کے ساتھ کام کرنے کا مجھے موقع ملا۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ تعلیمی اعتبار سے تو راویل صاحب ریاضی دان تھے لیکن ایک نہایت اعلیٰ شاعر، پختہ ایمان رکھنے والے مخلص مسلمان تھے۔ بلکہ اگر ان کو ایک مذہبی عالم کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ راویل صاحب نے اپنی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو متاثر کیا اور اُن سے متاثر ہونا غلط بھی نہیں کیونکہ وہ ایک اعلیٰ گفتگو کرنے والے ایسے انسان تھے جن کا علم مختلف جہتوں میں پھیلا ہوا تھا۔

اور جو لوگ ان سے ملے ہوئے ہیں یہ جانتے ہیں کہ یقیناً اُن کے بولنے کا بڑا میٹھا اور پیارا انداز تھا۔ اپنا گرویدہ کر لیتے تھے۔ راویل صاحب اپنی کتاب ''داروگا بوگ زنایت کودا'' (رشین نام ہے) یعنی ''یہ راہ کدھر لے جائے؟ خدا ہی جانتا ہے''، میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ کس طرح جماعت سے متعارف ہوئے، لکھتے ہیں۔ خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ شام کے وقت مَیں یہاں ٹی وی پر بیٹھا پروگرام سُن رہا تھا تو ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور گھر والی نے (جس کے گھر میں یہ تھے) ٹیلی فون اُٹھایا۔ کہتے ہیں مجھے ٹیلیفون اُٹھانے کی ضرورت بھی نہیں تھی، کیونکہ مَیں کسی کو یہاں جانتا نہیں تھا۔ اسی سوچ میں تھا کہ کسی انگریز کا اپنے دوسرے انگریز دوست کو فون ہوگا۔ بہرحال جب اُس گھر والی نے گفتگو ختم کی تو اُس نے فون کرنے والے کو بتایا کہ میرے ہاں ایک رشین مہمان آیا ہوا ہے اور کہتے ہیں مَیں حیران تھا کہ انگریزی طریقے کے مطابق تو کوئی بتانے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ بہرحال اس لئے میں اس کو معجزہ سمجھتا ہوں جو ہوا اور اس نے ہونا ہی تھا کہ اچانک مجھے ٹیلیفون کے پاس بلایا گیا اور ٹیلیفون مجھے دے دیا گیا اور دوسری طرف جو شخص فون پر تھا اُس نے دلچسپی ظاہر کی کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور اگلے دن مجھے جماعت احمدیہ کی مسجد میں آنے کی دعوت دی۔ اُس نے اپنی گفتگو میں لفظ ''احمدیت'' استعمال نہیں کیا۔ بہرحال مجھے گھر سے باہر جانے کو دل بھی چاہ رہا تھا۔ اس لئے میں نے رضامندی ظاہر کی اور فون رکھ دیا۔ کہتے ہیں صبح مجھے گاڑی لینے آ گئی۔ جس نے مجھے مسجد پہنچا دیا جو پٹنی کے علاقے میں واقع تھی۔ تو سب سے پہلی چیز جو مَیں نے وہاں دیکھی وہ جماعت احمدیہ کا سلوگن تھا ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں''۔ کہتے ہیں مجھے شروع ہی سے اسلام میں دلچسپی تھی۔ اس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ اس لئے میں نے باقی تمام کام چھوڑ کر جماعت احمدیہ کی کتب کا رشین میں ترجمہ کرنا شروع کیا جس کے لئے مجھ سے درخواست کی گئی تھی۔ میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملا اور دو گھنٹے کی دلچسپ گفتگو کے بعد محسوس کیا کہ ہم دونوں دنیا کو تقریباً ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہماری اس گفتگو میں میرے لئے بہت سی نئی باتیں تھیں۔ خیر کہتے ہیں اُس کے بعد میں اس کام میں جُت گیا اور اس بارے میں گو مجھے زیادہ سمجھ نہیں آئی لیکن بہرحال ٹرانسلیشن انہوں نے شروع کر دی۔ میں نے یہی سوچا تھا کہ بس کتابوں کا ترجمہ کروں گا لیکن ان کتابوں کا مضمون اس قدر صاف اور خوبصورت تھا اور بامعنی تھا کہ تھوڑے ہی عرصے میں مَیں مطمئن ہو گیا۔ میرا جماعت میں شامل ہونا کوئی اتفاقی بات نہیں تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی جو مجھے لے کے آئی۔ پھر اس ملاقات کے بعد جیسا کہ ہے ان کو تراجم کا کام دیا گیا۔ ان کو یہاں اسلام آباد ٹلفورڈ میں رہائش مہیا کی گئی۔ کہتے ہیں وہاں کھلی پُرفضا جگہ تھی اور مجھے ایک کمرہ اور گھر وغیرہ دے دیا گیا۔ وہاں مجھے کام کرنے کا مزہ بھی آیا اور بڑی خوشی ہوئی۔ پھر لکھتے ہیں کہ اسلام آباد میں پہلے چار ہفتے میں نے دل و جان سے کام کیا۔ یہاں تک کہ بہت کم سونے کا موقع ملا اور چار کتابوں کا ترجمہ کیا۔ ان کتابوں کا ترجمہ کرتے ہوئے مجھے جماعت کے دعاوی بہت ہی زبردست لگے اور سب سے پیارا دعویٰ جس کا اثر میں نے اپنے اوپر محسوس کیا وہ یہ تھا کہ مستقبل قریب میں اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ وہی جماعت ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی ایسی جماعت نہیں جسے اس زمانے میں ایک روحانی انقلاب لانے کی ذمہ داری دی گئی ہو۔ (یہ انہوں نے رشینز (Russians) کے لئے جو کتاب لکھی ہے اُس میں لکھا ہے) اور یہی جماعت ہے جو پوری دنیا کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرے گی۔ انشاء اللہ۔ یہ جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ اُسے بنانے والا وہ مسیح ہے جو پوری دنیا کے لئے مسیح موعود ہو کر آیا ہے۔ یہ جماعت پوری دنیا کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہے۔ دنیا کی مختلف اور طاقتور حکومتوں کو چیلنج دیتی ہے۔ اس چھوٹی سی جماعت نے جو چیلنج دیئے ہیں وہ صرف اسلام کی اُس تفسیر کے مطابق ہی نہیں دیئے جو اوائلِ زمانہ میں پائی جاتی تھی بلکہ دنیا کے ہر مذہب کو جس میں عیسائیت بھی شامل ہے، روحانی میدان میں کھلے چیلنج دے رکھے ہیں۔

پھر اپنی ایک خواب کا ذکر اپنی اس کتاب میں کرتے ہیں کہ خواب میں مَیں نے دیکھا کہ میں کازان کی مسجد مرجان کی دوسری منزل پر نماز پڑھ رہا ہوں۔ اس جگہ بہت سے لوگ ہیں جو سنتیں ادا کر رہے ہیں اور اُن کے آگے باجماعت نماز کے لئے صفیں باندھی جا رہی ہیں۔ اُس وقت مَیں دیکھتا ہوں کہ باقی سارے لوگ تو محراب کی طرف رُخ کئے ہوئے ہیں، یعنی اُس طرف جس طرف اُن کو رُخ کرنا چاہئے لیکن میں نے ایک کھڑکی کی طرف رُخ کیا ہوا ہے جس میں سے میرے اوپر سورج کی روشنی پڑ رہی ہے۔ میں اپنے آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرا رُخ اس طرف کیوں نہیں جس طرف باقی سب دیکھ رہے ہیں اور پھر خواب میں ہی کہتا ہوں کہ ہاں! میں تو سفر میں ہوں اور اسلام کی تعلیم کے مطابق مسافر سفر میں نماز پڑھتے ہوئے اُسی طرف دیکھتا ہے جس طرف وہ سفر کر رہا ہوتا ہے۔ یعنی اس موقع پر وہاں دیکھنا میرے لئے صحیح تھا جہاں سے روشنی آ رہی تھی۔ پھر خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نماز باجماعت کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے اور میں باقی تمام لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ پھر یہ نظارہ بدلتا ہے۔ اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں تو بالکل برہنہ ہوں اور صرف میرا سر ڈھکا ہوا ہے لیکن وہاں اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود مجھے کوئی شرم محسوس نہیں ہو رہی۔ اس کے علاوہ مسجد کا ماحول بھی غیر معمولی تھا اور اوپر کی طرف گیلری میں تاتاری خواتین سفید رنگ کی چادریں لئے کھڑی تھیں۔ مجھے ان تمام لوگوں کے سامنے اپنی اس برہنہ حالت پر بالکل شرم محسوس نہیں ہو رہی۔ جیسا کہ ایک نوزائیدہ بچہ ہوتا ہے۔ میرے ذہن میں یہ بات بھی آئی کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح اس برہنہ حالت میں کھڑا ہوں۔ کہتے ہیں مَیں نے یہ عجیب و غریب خواب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو سنائی تو مجھے جواب ملا کہ کوئی انسان بھی امید نہیں کر سکتا کہ وہ روحانی طور پر دوبارہ نئی زندگی پائے اور خدائے واحد کی طرف اپنا سفر شروع کرے جب تک کہ وہ اپنے پہلے کپڑے نہ اتارے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ایک مفلسی کی اور برہنہ حالت میں نہ کھڑا ہو۔ لکھتے ہیں کہ پس اس خواب سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اب میرے اندر کوئی وہم نہیں ہے۔ اس دفعہ مجھ پر ایک اور حقیقت کھلی کہ صرف روحانی طور پر دوبارہ پیدائش ہی ضروری نہیں بلکہ پچھلے تمام گناہوں سے پاک ہوتے ہوئے جن سے صرف اللہ تعالیٰ ہی پاک کر سکتا ہے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا بھی بہت اہم ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جب سے میں نے اس راستے پر چلنے کا فیصلہ کیا ہے اور اپنی جماعت احمدیہ کے ساتھ چل رہا ہوں اور تمہیں اور باقی تمام لوگوں کو بھی اس کی طرف بلاتا ہوں (یہ تبلیغ کر رہے ہیں اپنے رشین لوگوں کو) کہ میری بہت سی پوشیدہ خواہشات پوری ہوئیں اور میری زندگی اس طرح کے غیر معمولی واقعات سے بھری پڑی ہے جنہیں اتفاقات کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر اپنی اسی کتاب میں اپنے بعض واقعات کا ذکر کیا ہے۔

راویل صاحب نے بعض جماعتی کتب کا خود رشین میں ترجمہ کیا اور بعض کتب کے تراجم کی چیکنگ اور اصلاح کا کام کیا۔ جو کتب انہوں نے ترجمہ کی ہیں اُن میں ''دعوۃ الامیر'' ہے، ''مذہب کے نام پر خون'' ہے۔ ''سٹوریز فرام ارلی اسلام'' (Stories from early Islam) ہے اور ''مسلم فیسٹیولز'' (Muslim Festivals) ہے۔ ''ہولی مسلمز'' (Holy Muslims) ہے۔ ''اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل'' ہیں۔ ''ہولی پرافٹ کائنڈنس ٹو چلڈرن'' (Holy Prophet's kindness to children) اور دیگر چھوٹے بچوں کے لئے کتابچے اور پمفلٹ شامل ہیں۔ اسی طرح جن کتابوں کی انہوں نے چیکنگ کی ہے اُن میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی''، ''مسیح ہندوستان میں''، ''ہماری تعلیم''، ''دیباچہ تفسیر القرآن''، ''اسلام کا اقتصادی نظام''، ''اسلام میں عورت کا مقام'' اور ''لائف آف محمدؐ'' شامل ہیں۔


**Earlsfield Properties**

***We will manage your property at 0% commission***

***Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years***

***Free management Service***

***Guaranteed vacant possession***

**175 Merton Road London SW18 5EF**

**Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754**

پھر اسی طرح میرے پیس (Peace) کانفرنس میں یا مختلف جگہوں پر جو مختلف خطابات تھے، اُن کا ترجمہ انہوں نے کیا جو خاص طور پر سمجھتے تھے کہ ہمارے رشین لوگوں کے لئے بھی بہت ضروری ہیں۔ لیکن بہرحال سب سے اہم کام جو اِن کا ہے وہ قرآنِ کریم کا ترجمہ ہے جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔

بی بی سی یا مختلف ویب سائٹس نے راویل صاحب کی وفات کے بعد ان کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ ایک مضمون بی بی سی ڈاٹ رشین (BBC.Russian) والوں نے لکھا ہے۔ مضمون لکھنے والے کا نام ہے آندرے آستلسکی۔ اُن کی خصوصیات لکھی ہیں کہ بڑا وقت پر کام کرتے تھے۔ کبھی لیٹ نہیں ہوئے تھے۔ ہمارے لئے ایک نمونہ ہوتے تھے اور سچے مسلمان تھے بلکہ مذہبی عالم تھے جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ بی بی سی والوں نے کل رات آدھے گھنٹے کا پروگرام صرف آپ کے بارے میں نشر کیا جس میں آپ کی آواز سنائی گئی، باتیں سنائی گئیں۔ اس میں ڈاکٹر عبدالسلام کا بھی ذکر ہوا اور یہ بھی عبدالسلام صاحب کے بارے میں بتایا کہ وہ احمدی مسلمان ہیں اور آپ نے قرآن کی وجہ سے نوبل انعام حاصل کیا۔ یہ بھی باتیں انہوں نے وہاں کیں۔ بی بی سی والوں نے کہا کہ پورے روس کا مصنف ہے نہ کہ تاتارستان کا۔ تاتارستان کے نیشنل ٹی وی نے بھی آپ کی وفات کی خبر دی اور اس میں آپ کی حب الوطنی کا ذکر کیا۔ آپ قازان اور تاتار قوم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ اس کا ٹی وی والوں نے بھی ذکر کیا اور انٹرنیٹ پر بھی اور ویب سائٹ پر بھی یہ لکھا۔ آپ کے بارے میں انٹرنیٹ میں لکھا ہوا ہے کہ وہ احمدی مسلمان ہے اور آپ کے بارے میں اس یوکرائن ویب سائٹ میں، (http://new.tatari-kiev.com/content/view/240/54) آپ کا انٹرویو شائع ہوا ہے جس میں آپ نے احمدیت سے وابستگی کا کھلے طور پر ذکر کیا ہے جس میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ دنیا کا میرا سفر آسٹریلیا سے شروع ہوا جب مجھے وہاں سے عالمگیر جماعت احمدیہ نے لندن بلایا۔ یہ جماعت تجدید اسلام کے لئے بنائی گئی ہے۔ ان کا ماٹو ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' میرے مَن کے مطابق تھا اور ان میں کوئی ایسا کام نہ دیکھا جو مخالف اسلام کہا جا سکتا ہو۔ کہا جا سکتا ہے کہ حقیقی اسلام احمدیت ہی ہے اور اسلام صرف مولویوں کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے ہے جو اسے اپنانے کی خاطر متلاشی رہتے ہیں اور اپنے ایمان سے محبت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جب مجھے اپنا راستہ مل گیا اور اسلام کی بنیادی تعلیم اور یہاں رہنے اور ترجموں کے دوران انگلش زبان بھی سیکھنے کا موقع ملا تو اس کے بعد جبکہ میں عام زندگی سے کٹ گیا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مجھے ہر طرف سے کام کرنے کے لئے دعوت نامے آنے شروع ہو گئے۔ پہلے کام نہیں ملتا تھا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اور ترجموں کے بعد ایسی برکت پڑی کہ ہر طرف سے دعوت نامے آنے شروع ہو گئے اور مجھے روس میں کئی بار اسلامی کانفرنس میں بھی بلایا گیا۔

ایک سوال پر کہ کیا آپ کا کوئی استاد ہے؟ آپ جواب میں فرماتے ہیں کہ والدین کے بعد میرے استاد جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہیں۔ ایسا استاد مجھے بہت لیٹ ملا ہے۔ کاش کہ بیس سال قبل مجھے ایسا استاد مل جاتا تو میں بہت کچھ کر لیتا۔

راویل صاحب اگرچہ بہت سی خوبیوں اور صفات کے مالک تھے لیکن ان کی کچھ خوبیاں جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں وہ یہ تھیں کہ وہ ایک نہایت عاجز اور منکسر المزاج انسان تھے، جن کو خلافت سے محبت اور عشق تھا۔ خلیفۂ وقت کے ساتھ ایک مضبوط روحانی رشتہ تھا جس کے سامنے اُن کی نظر میں کسی دوسری چیز کی کوئی وقعت نہیں تھی۔

حال ہی میں پیش آنے والے ایک واقعہ کا ذکر کر دیتا ہوں۔ گزشتہ سال دسمبر کے آخر میں میرے ساتھ اُن کی میٹنگ تھی تو خالد صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار اور راویل صاحب آپ کے دفتر میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو راویل صاحب نے یہ تجویز پیش کی (مجھ سے انہوں نے پوچھا) کہ اگر اجازت دیں تو رشین زبان میں ایک پوری کتاب تیار کی جائے جس میں جماعت کا مکمل تعارف اور اس کی تاریخ کا ذکر ہو۔ نیز اس میں اُن اعتراضات کی وضاحت کی جائے جو عامۃ المسلمین کی طرف سے وقتاً فوقتاً اُٹھائے جاتے ہیں کیونکہ ان کو مولویوں نے جماعت کے بارے میں غلط معلومات دی ہیں جن کی وجہ سے رشیا میں آئے دن ایسے اعتراضات مختلف ویب سائٹس پر نظر آتے رہتے ہیں۔ تو میں نے اُن کو کہا کہ ٹھیک ہے۔ پھر کتاب لکھیں۔ لیکن خاص طور پر ایک ایک کر کے ان اعتراضات کے جوابات چھوٹے چھوٹے مضامین کی شکل میں تیار کریں اور اُن کو شائع کریں اور پھر ویب سائٹس پر بھیجیں۔ یہ سن کے راویل صاحب نے فوراً کہا جی حضور! خالد صاحب کہتے ہیں کہ میٹنگ کے بعد ہم باہر نکلے تو راویل صاحب کہنے لگے کہ اتنے دنوں سے میں سوچ رہا تھا کہ اس کام کو شروع کہاں سے کیا جائے۔ آج حضور نے میری مشکل کو آسان کر دیا اور اب میرے ذہن میں سارا نقشہ آ گیا ہے کہ اس کتاب کو ان مضامین کی شکل میں کیسے شائع کرنا ہے اور یہ صرف خلافت کی برکت سے ممکن ہوا اور کہنے لگے کہ یہ کام تو میں آج سے ہی شروع کرنے جا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ رشین ویب سائٹس کی تیاری کی تجویز تھی، اُس کو بھی جب میں نے کہا کہ جلدی جائزہ لے کر رپورٹ دیں اور کون بنائے گا اور کس طرح کام ہو گا اور اس کو اَپ لوڈ کون کرے گا؟ اَپ ڈیٹ کون کرتا رہے گا؟ کیا طریقہ ہو گا؟ تو راویل صاحب نے اس سلسلہ میں نسیم رحمت اللہ صاحب سے رابطہ کیا۔ پھر جرمنی کے ملک ثمر امتیاز صاحب ہیں اُن سے رابطہ کیا جن کے ذریعے سے پھر یہ کام شروع ہو گیا تھا۔ لیکن اس پر ابھی کام ہو ہی رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو بلاوا آ گیا۔ بہرحال انہوں نے فوری طور پر جب یہ سنا کہ ویب سائٹ شروع کرنی ہے، کام شروع کرنا ہے تو اُس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

خالد صاحب ہی یہ لکھتے ہیں کہ راویل صاحب کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وقت ضائع کئے بغیر کام کرتے رہتے تھے۔ جو لوگ اُن کو قریب سے جانتے ہیں اور اُن کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہو، وہ اس بات کی گواہی ضرور دیں گے کہ اُن کو ہمیشہ ہر کام میں بہت جلدی ہوتی تھی جیسے اُن کے پاس بہت کم وقت ہو۔ اور یہ میں نے بھی دیکھا ہے۔ بڑی جلدی جلدی ہر کام نمٹانے کی کوشش کرتے تھے اور اس کم وقت میں ہی انہوں نے ہزاروں کام ختم کرنے ہیں۔ کام کرتے ہوئے کئی بار ان کو کہنا بھی پڑتا تھا۔ خدا کا واسطہ ہے ذرا رُک جائیں۔ تھوڑا سا وقفہ کر لیں تو ہنس کر کہتے تھے کہ کیا تم لوگ تھک گئے ہو؟ میں تو بالکل نہیں تھکا۔ کام کے دوران اگر کھانے کا وقت آ جاتا تو کھانا جلد سے جلد ختم کرنے کی کوشش کرتے تا کہ دوبارہ کام کو جاری رکھا جا سکے۔ ہمیشہ رشیا اور دیگر ریاستوں میں جماعت کی ترقی کی فکر رہتی تھی۔ وہ جب بھی لندن سے ماسکو تشریف لاتے تو ہمیشہ مختلف پروگرام بناتے اور تجاویز پیش کرتے کہ ہم جب تک رشیا میں یہ یہ امور مدنظر نہ رکھیں یا ان طریقوں سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کریں تو جلد لوگوں تک احمدیت کا پیغام نہ پہنچ سکے گا۔

ماسکو اور قازان کے مشن ہاؤسز باقاعدہ ایک الگ گھر یا عمارت کی شکل میں نہیں ہیں بلکہ فلیٹس میں ہیں۔ اس لئے اکثر کہتے تھے کہ لوگ جماعتی سینٹر کا تصور کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں کوئی بڑی کشادہ بلڈنگ آتی ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ جماعت کی ترقی کے لئے بجائے ان فلیٹس کے اب بڑی بڑی بلڈنگ خریدیں، اور جب بھی کوئی تجویز لے کر یہ میرے پاس آتے تھے تو میں نے دیکھا ہے کہ اگر اُس میں اخراجات زیادہ ہوں تو بعض دفعہ اس وجہ سے یا اور وجوہات سے اگر مَیں رَدّ کر دیا کرتا تھا تو بڑے انشراحِ صدر کے ساتھ فوراً بات مان لیا کرتے تھے اور کبھی بھی اُن کے چہرے پر میں نے کسی طرح بھی انقباض نہیں دیکھا۔ اور پھر یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی تجویز رَد کر دی ہے تو مایوس ہو کے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد پھر فوراً متبادل تجویز لے کے آتے تھے جو کم خرچ ہوتی تھی یا کسی اور طرز پر اُس کام کے کرنے کا طریق ہوتا تھا۔ غرض فکر یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح جلد سے جلد احمدیت کا پیغام پورے روس میں پہنچ جائے۔

ہمارے ایک مبلغ حافظ سعید الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ راویل صاحب کو احمدیت قبول کئے ہوئے صرف بیس بائیس سال کا ہی عرصہ گزرا تھا لیکن خلافتِ احمدیہ سے ان کا عشق و محبت اور مقامِ خلافت کا ادراک دیکھ کر ہمیشہ لگتا تھا جیسے وہ نسل در نسل احمدی چلے آتے ہیں۔ بعض باتیں اُن کی ایسی تھیں جو بہت سے احمدیوں کے لئے بھی ایک سبق ہیں۔ کہتے ہیں کہ رشیا میں جماعت کی ترقی اور فروغ کے لئے وہ ہمیشہ سے بہت درد اور جوش و جذبہ رکھتے تھے۔ رشیا میں تبلیغ کے کام کو زیادہ پھیلانے اور تیز کرنے کے لئے وہ خلافتِ رابعہ اور خلافتِ خامسہ کے دور میں خلفائے وقت کے سامنے اپنی تجاویز پیش کرتے رہتے تھے لیکن اگر کبھی خلفائے وقت اُن کی کسی تجویز کو کسی وجہ سے مناسب نہ سمجھتے یا وہی کام کسی اور رنگ میں کرنے کا کہتے تو کبھی بھی کسی قسم کا ملال یا کوئی تبصرہ نہ کرتے تھے بلکہ کہا کرتے تھے کہ اگر خلیفۂ وقت نے کسی معاملے میں کوئی واضح ہدایت دے دی ہے تو اس بارے میں مزید رائے زنی کرنا میرے نزدیک بے ادبی اور گناہ ہے۔ اور جس معاملے کی بابت خلیفۃ المسیح نے ہدایت عطا کر دی پھر اُس کے متعلق بالکل خاموش ہو جایا کرتے تھے۔ اُن کی یہ چیز مقامِ خلافت کے ادراک کے حوالے سے واقعی بہت سے پرانے احمدیوں اور نومبائعین کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔

ہمارے ایک مخلص روسی احمدی بزرگ مکرم اورال شریپوو صاحب، راویل صاحب کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے خط لکھتے ہیں کہ راویل صاحب بہت عظیم خیالات کے مالک تھے اور انہوں نے بہت زیادہ تخلیقی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ وہ محنت کرنے، اپنی قوم اور مذہبِ اسلام کی حکمت و دانش مندی سے خدمت کرنے کو اپنا ایمان سمجھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے مسلمانوں کی اصلاح پسند جماعت، جماعت احمدیہ کو چنا اور اس میں شامل ہوئے۔

پھر قازقستان سے ہمارے ایک معلم روفات توکاموف صاحب نے تعزیت کے خط میں لکھا کہ راویل صاحب سے پہلا تعارف جماعتی کتب کے ذریعہ ہوا جو انہوں نے رشین زبان میں ترجمہ کی تھیں۔ راویل صاحب بہت اچھے اور شریف آدمی تھے۔ ہم نے سنا ہے کہ اپنے آپریشن سے پہلے انہوں نے کہا تھا کہ آپریشن کے بعد مجھے جینے کا موقع ملا تو میں اپنی زندگی وقف کر دوں گا۔ مکرم راویل صاحب انتہائی مخلص اور اپنے قول کے پکے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ ایم ٹی اے کی ٹیم کے ساتھ لندن جا رہے تھے تو یہ کہتے ہیں میں نے انہیں حضور کو (یعنی مجھے) دعا کے لئے کہنے کی درخواست کی تو وہاں پہنچ کے انہوں نے باقاعدہ خط لکھا کہ میں نے تمہاری دعا کی درخواست پہنچا دی ہے۔ اکثر اس موضوع پر بات چیت کرتے تھے کہ وسطی ایشیا کے ممالک میں احمدیت کا پیغام تیزی کے ساتھ کس طرح پہنچایا جا سکتا ہے؟

پھر یہی معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی کتابیں پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح جلد احمدیت کا پیغام اپنی قوم تک اور ان تمام لوگوں تک پہنچا دیں جو رشین زبان بولنے اور سمجھنے والے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ راویل صاحب جب آپ کا خطبہ اپنی آواز میں ایم ٹی اے پر پڑھتے تھے (ایم ٹی اے پر ترجمہ جو ہوتا تھا) تو محسوس ہوتا تھا کہ وہ درد کے ساتھ اور خوبصورت طریقے سے اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ لوگ ہمارے امامِ وقت کی آواز سُن سکیں۔

رُستم حماد ولی صاحب جو ماسکو کے صدر جماعت ہیں، اپنے تعزیت کے خط میں لکھتے ہیں کہ مکرم راویل صاحب بہت وسیع العلم شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بیحد علمی صلاحیتوں سے نوازا تھا جس سے انہوں نے کھلے دل سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کو قبول کرنے کے بعد انہوں نے کامل طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبودیت، جماعت اور لوگوں کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا جس کے بعد اُن کی شاندار انسانی خصوصیات مثلاً عاجزی، انسانیت سے پیار، نرمی اور شفقت، خلوص، عفو و درگزر، ہمیشہ خدا سے ہی اپنے حاجات طلب کرنا، ہمیشہ سب کی مدد کے لئے کوشاں رہنا اور اپنی تمام بہترین صلاحیتوں میں دوسروں کو شریک کرنا ایک نمایاں شان کے ساتھ ابھریں۔

ہمارے ایک مبلغ بشارت صاحب ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ وہ لمحہ بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے جب آپ کا خطبہ پہلی دفعہ رشین زبان میں نشر ہوا تھا۔ دو سال پہلے یہاں سے جانا شروع ہوا تھا، تو میرے ساتھ ساتھ ایک مقامی بزرگ مکرم تکتو ربائیوسا گن بیک صاحب (Tokotorbaev Saghinbek) بھی وہ خطبہ دیکھ رہے تھے، جب خطبہ ختم ہوا تو سب کی آنکھیں خوشی اور مسرت سے پُرنم تھیں اور سب نے ایک دوسرے کو گلے مل کر مبارکباد دی۔ یہ خطبہ بھی مکرم راویل صاحب کی آواز میں ریکارڈ ہوا تھا اور پھر اُن کی آواز میں خطبات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا مسیح پاک کے خلیفہ کی آواز کو رشین زبان بولنے والے بھائی بہنوں کو سب سے پہلے پہنچانے کا اعزاز بھی اُن کو ہی نصیب ہوا۔ اُن کو خلیفہ وقت کے دست و بازو بننے کی توفیق ملی۔ پھر لکھتے ہیں کہ بعد میں آئے مگر خلافت کی برکت سے خلافت کے سایہ عاطفت میں ہم سے آگے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے پیار و محبت کا سلوک فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ان جیسے بیشمار سلطانِ نصیر عطا فرمائے۔ ابھی نمازِ جمعہ کے بعد انشاء اللہ ان کا جنازہ حاضر ہے۔ مَیں جنازہ پڑھاؤں گا۔ جنازہ باہر آئے گا۔ مَیں باہر جا کے جنازہ پڑھاؤں گا۔ لوگ یہیں مسجد میں ہی صفیں درست کر لیں گے۔

اس کے علاوہ بھی دو تین غائب جنازے ہیں۔ ایک تو مکرم صاحبزادہ داؤد احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ محمد شفیع صاحب سرائے نورنگ ضلع بنوں کا ہے۔ صاحبزادہ داؤد احمد صاحب شہید کا تعلق ننھیال اور ددھیال دونوں کی طرف سے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے ساتھ ہے۔ یہ جو صاحبزادہ داؤد احمد صاحب ہیں ان کو 23 ؍جنوری کو صبح پونے دس بجے نورنگ میں شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ شہید مرحوم کی والدہ محترمہ صاحبزادہ عبدالسلام صاحب کی بیٹی تھیں جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے بیٹے تھے۔ یوں آپ حضرت صاحبزادہ صاحب کے پڑنواسے تھے۔ اسی طرح ددھیال کی طرف سے مکرم داؤد صاحب کے دادا مکرم صاحبزادہ عبدالرب صاحب حضرت صاحبزادہ صاحب کی بہن کے بیٹے تھے جن کی شادی میر اکبر صاحب سے ہوئی اور بعد میں یہ لوگ لاہوری جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔ صاحبزادہ داؤد احمد جو شہید ہوئے ہیں ان کا خاندان صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کے بعد افغانستان سے شفٹ ہو کر سرائے نورنگ میں آباد ہو گیا تھا اور آپ کی پیدائش ان کے ہاں 1955ء میں ہوئی۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ان کو 23 ؍جنوری کو شہید کر دیا گیا۔ صبح کے وقت تقریباً پونے دس بجے کسی کام کی غرض سے بازار کے لئے نکلے تو سرائے نورنگ میں دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار آئے اور آپ پر فائرنگ کر کے شہید کر دیا اور فرار ہو گئے۔ ان کی شہادت سے قبل مؤرخہ 17 ؍جنوری 2012ء بروز منگل کو سرائے نورنگ میں ختمِ نبوت والوں نے بہت بڑا جلسہ منعقد کیا تھا جس میں انہوں نے جماعت کے خلاف کافی زیادہ گالی گلوچ کی اور سامعین کو اشتعال دلایا۔ یہ شہادت اسی کا شاخسانہ لگتا ہے۔ شہید مرحوم کا ددھیال جیسا کہ میں نے کہا پیغامی احمدی ہو گیا تھا۔ خلافت سے ہٹ گئے تھے، غیر مبائع تھے۔ مرحوم نے آٹھ سال پہلے بیعت کی اور جماعت مبائعین میں شامل ہوئے اور اپنے گھر میں اکیلے احمدی تھے جبکہ دیگر تمام گھر والے لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ نہایت نیک اور تہجد گزار، پرہیزگار، زکوٰۃ اور چندوں میں باقاعدہ تھے۔ نیک اور اچھی شہرت کے حامل تھے۔ جماعتی تعاون، لین دین اور عام اخلاق بہت ہی اچھا تھا۔ کسی سے دشمنی کا اندازہ نہیں تھا۔ ان کو 2004ء، 2005ء میں دل کا عارضہ ہوا، تو بائی پاس آپریشن کروایا۔ اُس کے باوجود روزے باقاعدہ رکھتے تھے۔ اپنی نوکری سے انہوں نے ریٹائرمنٹ لے لی جس پر آپ کے بعض ساتھیوں نے آپ سے کہا کہ آپ کی پنشن بنتی ہے۔ آپ پنشن کے لئے اپلائی کریں۔ لیکن آپ نے اُنہیں کہا کہ نوکری کے دوران مجھ سے کئی کوتاہیاں اور خامیاں رہ گئی ہوں گی۔ اس لئے میں اُن کوتاہیوں اور خامیوں کے بدلے یہ پنشن گورنمنٹ کو دیتا ہوں تاکہ گورنمنٹ کا میری طرف کوئی قرض نہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرتے تھے اور سرائے نورنگ کی ایک مارکیٹ میں موجود اپنی دکانوں کے کرایہ پر گزر بسر ہوتا تھا۔ شہید مرحوم کے لواحقین میں دو بھائیوں کے علاوہ ان کی اہلیہ امۃ الحفیظ صاحبہ ہیں۔ آپ کی اولاد کوئی نہیں تھی۔

احمدیوں کو وقتاً فوقتاً جیسا کہ ہم سنتے رہتے ہیں پاکستان میں شہید کیا جا رہا ہے لیکن کیا یہ جو شہادتیں ہیں ہمارے حوصلے پست کر رہی ہیں؟ کئی مرتبہ میں نے بیان کیا ہے کہ لاہور کی مسجد میں جو واقعہ ہوا تھا۔ چوراسی (84) شہید ہوئے تھے تو ان لوگوں کا خیال ہو گا کہ شاید جماعت کے حوصلے پست ہوں گے۔ لیکن مردوں اور عورتوں اور بچوں کے مجھے خط آئے کہ ہمارے حوصلے پہلے سے بڑھے ہیں اور قربانیاں دینے کے لئے یہ درخواستیں تھیں کہ دعا کریں ہم بھی قربانی دینے والوں میں شامل ہوں اور صرف باتیں ہی نہیں ہیں بلکہ عملاً ہر جگہ سے اظہار کیا ہے۔ گزشتہ ماہ لیّہ میں بھی ایک خاتون شہید ہوئی ہیں اُن کا میں نے جنازہ پڑھایا تھا اور یہ ایسی شہادت تھی کہ لوگوں نے مشن ہاؤس پر حملہ کیا، اور وہاں کی جماعت والے جب دفاع کے لئے آگے آئے ہیں تو مردوں کے ساتھ یہ عورتیں بھی شامل تھیں اور یہ ایک جوان عورت جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے اس موقع پر جب دشمنوں نے حملہ کیا تو یہ ہلاک ہو گئیں۔ کسی قسم کا کوئی خوف اور کوئی ڈر نہیں تھا اور بڑی خوشی سے مقابلہ کرتے ہوئے اس خاتون نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ پس یہ وہ احمدی عورتیں ہیں اور مرد ہیں اور بچے ہیں جو قربانیوں سے کبھی نہیں ڈرتے۔ پس آج شہید ہونے والے یہ جو ہمارے صاحبزادہ داؤد صاحب ہیں، ان کی شہادت کو بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ان کی نیکیوں کو، نیک فطرت کو، قبول کرتے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو جماعت مبائعین میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی اور پھر یہ بھی توفیق دی کہ انہوں نے شہادت جیسا رُتبہ پایا۔ یہ اُس ایمان کی پختگی اور قربانی کا تسلسل ہے جو جماعت احمدیہ پچھلے ایک سو سال سے زائد عرصے سے دیتی چلی آ رہی ہے۔ اور جس کی ابتداء اس شہید کے، جس کا جنازہ آج ہم پڑھ رہے ہیں، اس کے پڑنانا صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں کی تھی۔ پس آج حضرت صاحبزادہ صاحب کی روح اس بات پر ایک مرتبہ پھر خوش ہو گی کہ اُن کے خون نے سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی اپنے فرض کو نبھایا ہے۔

پاکستان میں احمدیوں کے حالات آجکل بد سے بدتر ہو رہے ہیں، زیادہ سے زیادہ خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے پاکستانی احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ ہر شر سے بچائے اور دشمنوں کی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔

دوسرا جنازہ جو ہے ہمارے ایک مخلص دوست مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور کا ہے جو 25 ؍دسمبر کو فوت ہوئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ انہوں نے 1948ء میں بیعت کی تھی۔ پھر فرقان بٹالین میں شامل ہوئے۔ 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی طرف سے بعض وکلاء کی جو ٹیم بنائی تھی آپ اس کے ممبر تھے اور سپریم کورٹ میں وکیل کی حیثیت سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملی اور بحیثیت صحافی ہفت روزہ لاہور میں اپنے کالموں کے ذریعے بھی جماعت کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ متعدد جماعتی کیسز میں خدمت کے علاوہ آپ کو 1984ء کے ظالمانہ آرڈیننس کے خلاف جماعت کی طرف سے شرعی عدالت میں پیش ہونے والے پینل میں بھی شامل ہونے کا موقع ملا۔ لاہور میں مختلف جماعتی خدمات بھی آپ کی تھیں۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے۔ ممبر مجلسِ افتاء تھے۔ قاضی جماعت لاہور تھے۔ پھر اسی طرح ہیومن رائٹس کمیشن کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 28 ؍مئی 2010ء کو جو واقعہ ہوا ہے اُس دن بھی مسجد دارالذکر میں تھے اور ان کا بیٹا بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ان کا بیٹا وہاں فائرنگ سے زخمی ہوا۔ آپ بڑی ہمت سے آپ وہاں بیٹھے رہے اور اُس کو بھی ہمت دلاتے رہے۔ دعا گو تھے۔ بڑے قناعت پسند تھے۔ صابر شاکر، ملنسار، مخلص انسان تھے۔ خلافتِ احمدیہ کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور ہمیشہ ماحول کے مطابق گفتگو کرتے تھے۔ حسِ مزاح بھی اُن میں کافی تھی۔ یہ موصی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، مغفرت کا سلوک فرمائے۔

ایک اور جنازہ آسام انڈیا کی رابعہ بیگم صاحبہ کا ہے جو مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب کی اہلیہ ہیں۔ 20 ؍جنوری کو کلکتہ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بنگال اور آسام کی صدر لجنہ کی حیثیت سے انہوں نے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی ہے۔ اپنے شوہر کے ساتھ سلسلے کے کاموں میں پوری طرح ممد اور معاون رہی ہیں۔ مشرق علی صاحب صوبائی امیر بنگال و آسام ہیں۔ بیمار ہونے کی حالت میں بھی لمبے سفروں میں ساتھ جایا کرتی تھیں۔ بڑی مخلص، نیک، باوفا خاتون تھیں۔ ان کے پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ ایک ان کے بیٹے عصمت اللہ صاحب ہیں جو جلسے میں بھی نظمیں پڑھتے ہیں۔ ایم ٹی اے میں بھی اُن کی کافی نظمیں ہیں۔ آجکل جاپان میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھی مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔

ان سب کا جنازہ جیسا کہ میں نے کہا، ابھی جمعہ کے بعد ادا ہو گا۔

# جنگ مقدس

## حق اور باطل کے عظیم الشان معرکہ کا تفصیلی احوال اور تجزیہ

(تحقیق و تحریر: آصف محمود باسط)

(تیسری قسط)

### پیشگوئی انجام عبداللہ آتھم پر اعتراض کی وجہ عدم تفہیم ہے

اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے عبداللہ آتھم کے بارہ میں جو پیشگوئی کی تھی، اس کے منظر عام پر آتے ہی سب لوگوں نے، کیا عیسائی اور کیا مسلمان، سب نے دن گننے شروع کر دیئے اور پندرہ ماہ کی مدت کے پورا ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اس صورتحال کا اظہار اپنی رپورٹ میں جو انہوں نے چرچ مشن سوسائٹی کو بھیجی، یوں کرتے ہیں:

"It has been the theme of converse, of close attention during the past year. From Madras to Peshawur, through the length and breadth of broad India, thousands upon thousands of men have been watching with thoughts intent on the far northern city where Islam had thrown down the wager of battle, and where God Himself would decide".

*(Some Results of the Late Mohammedan Controversy, by Henry Martyn Clark, Church Missionary Intelligencer Vol XLV, Nov 1894, pg813)*

(ترجمہ: یہ (مباحثہ) سال بھر کے دوران توجہ کا مرکز اور موضوع گفتگو بنا رہا ہے۔ مدراس سے پشاور تک، ہندوستان کے طول و عرض میں ہزاروں ہزار لوگ بڑے غور سے ہندوستان کے شمال میں واقع اس شہر کی طرف دیکھتے رہے ہیں جو میدان جنگ بنا اور جہاں خدا نے خود فیصلہ صادر کرنا ہے)

جہاں باقی دنیا ہنسی اور استہزاء کے رنگ میں اس پیشگوئی کا انجام دیکھنے کی منتظر تھی، وہاں حضرت اقدسؑ اور آپؑ کے صحابہ دعاؤں میں یہ پندرہ مہینے کا عرصہ گزار رہے تھے۔ یہ دعا ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے کے لئے نہ ہوگی۔ مگر یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ پیشگوئی کے پورا ہونے کی دو صورتیں تھیں۔

1۔عبداللہ آتھم رجوع الی الحق نہ کرے اور ہاویہ یعنی سخت عذاب میں گرایا جائے۔

2۔ عبداللہ آتھم رجوع الی الحق کرلے اور ہاویہ کا عذاب اس سے ٹل جائے۔

مومن کا کام دعا کرنا ہے۔ اسے کس طرح قبول کرنا ہے، اس کے بارہ میں قرآن کریم ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (یوسف: 22)

یعنی" اور اللہ اپنے فیصلہ پر غالب رہتا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔ اب یہ بات امر واقعہ ہے کہ عبداللہ آتھم پیشگوئی کی تاریخ سے پندرہ مہینے کی مدت پوری ہونے تک ہلاک نہیں ہوا۔ مگر یہاں سے بات کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس پیشگوئی میں لفظ" ہاویہ" کو کس طرح بیان فرمایا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہاں مَیں نے جہاں تک الہام کے معنے سمجھے وہ یہ تھے کہ جو شخص اس فریق میں سے بالمقابل باطل کی تائید میں بنفس خود بحث کرنے والا ہے اس کے لئے ہاویہ سے مراد سزائے موت ہے۔ لیکن الہامی لفظ صرف ہاویہ ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے والا نہ ہو۔ اور حق کی طرف رجوع نہ کرنے کی قید ایک الہامی شرط ہے جیسا کہ میں نے الہامی عبارت میں صاف لفظوں میں اس شرط کو لکھا تھا اور یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اسی کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اس کے رعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر ڈالی دی۔"

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن، جلد9 صفحہ 2، مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، لندن 2008ء)

چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ آتھم نے رجوع الی الحق کیا، لہٰذا وہ اس پیشگوئی کے عذاب سے بچایا گیا۔ یہ پیشگوئی تھی ہی اس بات سے مشروط۔ پیشگوئی کے الفاظ اوپر درج کر دیئے گئے ہیں، نیز اصل عبارت حضرت صاحبؑ کی اصل کتاب جنگ مقدس میں بھی ملاحظہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر اسے مشروط نہ بھی کیا جاتا تو وعیدی نوعیت کی پیشگوئی، سنت اللہ کے مطابق ہوتی ہی مشروط بہ رجوع ہے۔

علامہ ابوالفضل اپنی تفسیر" روح المعانی"، جلد چہارم صفحہ 190 پر قمطراز ہیں کہ:

"تحقیق وعدہ کی آیات بغیر شرط مطلق ہوتی ہیں۔ اور وعید والے الہامات اگرچہ ان کے ساتھ شرط مذکور نہ ہو، تا ہم وہ مقید ہوتے ہیں۔ ان کی قید اور شرط زیادہ خوف دلانے کی خاطر حذف کر دی جاتی ہے۔"

### ہنری مارٹن کلارک کا اعتراف شکست

اس سے پہلے کہ ہم آتھم کی حالت رجوع پر کچھ کہیں، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مباحثہ سے متعلق پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کا ایک بیان نقل کر دیا جائے جو انہوں نے اس مباحثہ کی رپورٹ میں رقم کیا۔ یہ رپورٹ ہر مشنری اپنے علاقہ سے متعلق چرچ مشن سوسائٹی کو بھیجتا تھا جس سے مشن سوسائٹی دنیا بھر میں پھیلے اپنے مشن کے کام سے آگاہی حاصل کرتی تھی۔ یہ رسائل جنہیں Intelligencer کہا جاتا تھا، عامۃ الناس کے لئے نہ ہوتے تھے بلکہ صرف مشن کے ریکارڈ کے لئے تالیف کئے جاتے تھے۔ ان کا مقصد مشن سوسائٹی کو مختلف مقامات پر پادریوں کو درپیش حالات و مسائل سے آگاہ کرنا ہوتا تھا۔ اس مباحثہ کے بعد جو رپورٹ ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے شائع ہوئی اس میں کلارک صاحب نے آتھم صاحب کے بارہ میں تحریر کیا:

"When our turn came, I must candidly confess our champion did not make the best of our case against Mohammedanism. Despite much advice...Mr Athim pursued a course of his own...It was scarcely the type of war required. "

*(CMI, Feb 1894, pg 99)*

(ترجمہ: میں دیانت داری سے یہ اعتراف کرتا ہوں کہ جب ہماری باری آئی، ہمارا نمائندہ اسلام کے مقابلہ پر ہمارا دفاع خاطر خواہ طریق پر نہ کر سکا۔ بہت رہنمائی کے باوجود مسٹر آتھم نے اپنا ہی طریق اختیار کیا رکھا......ایسے دلائل کی چنداں ضرورت نہ تھی)۔

ان کے اس اعتراف کو Missionary Herald مطبوعہ امریکہ نے بھی شامل اشاعت کیا۔ یہ مجلّہ American Board of Commissioners for Foreign Missions کی کارروائی پر مشتمل خصوصی شمارہ تھا۔ یہاں آتھم کی شکست کا اعتراف ان لفظوں میں موجود ہے:

"Dr Clark affirms that ...the presentation of the Christian side was not [at] all that could have been asked for..."

*(Missionary Herald: Containing The Proceedings of The American Board of Commissioners for Foreign Missions, Vol XC, Published: Press of Samuel Usher, Boston, 1894)*

(ترجمہ: ڈاکٹر کلارک اعتراف کرتے ہیں کہ عیسائیوں کی طرف سے جو کچھ کیا گیا وہ مطلوب و مقصود نہ تھا)

اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1۔ اگرچہ عیسائی مباحثہ کے دوران اپنی فتح کا اعلان کرتے رہے، مگر بصیغہ راز اپنی شکست کا اعتراف کرنے پر مجبور تھے۔

2۔ مباحثہ کا بنیادی مقصد اسلام اور مسیحیت میں سے سچے مذہب کا فیصلہ بزور دلائل از روئے کتب مقدسہ کرنا تھا۔ آتھم کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک الگ کہانی ہے۔ مگر اسلام کی فتح اس شخص کے ہاتھوں ہوئی جو خدا کی طرف سے کاسر صلیب بن کر آیا تھا۔ صلیب کے دونیم ہونے کا اعتراف خود عیسائی پادریوں کے سربراہ کی طرف سے اس بات کا غماز ہے کہ یہ کام اور کوئی نہ کر سکا بجز حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے۔ یہاں جنگ مقدس یعنی اس مباحثہ کی فتح کا فیصلہ ہوا۔

اب آگے آتھم صاحب کے ساتھ کیا ہوا، یہ ایک الگ داستان ہے۔

### تعارف پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک

آگے چلنے سے پہلے ہم پادری ہنری مارٹن کلارک کا کچھ تعارف پیش کر دیں۔ یہ تو اوپر ذکر آ چکا کہ ہنری مارٹن کلارک اس مباحثہ کے منتظم اعلیٰ تھے۔ انہوں نے ہی مسلمانوں کو چیلنج دیا اور پھر عبداللہ آتھم کو عیسائیت کی نمائندگی کے لئے چنا۔ اس کی بظاہر تین وجوہات معلوم ہوتی ہیں:

1۔ آتھم مقامی ہندوستانیوں میں سے تھا اور اس کا عیسائی ہو جانا مقامی لوگوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے میں زیادہ کردار ادا کر سکتا تھا۔

2۔ آتھم مسلمان رہ چکا تھا۔ اس کا نام آثم تھا، جو مختلف تلفظات سے گزرتا آتھم بنا۔ اسلام کے عقائد سے بھی گہری واقفیت رکھتا تھا اور عیسائیت سے بھی خوب واقف تھا۔

3۔ پبلک سروس کے اعلیٰ عہدے پر فائز رہنا بھی مقامی لوگوں کو مرعوب کرنے میں مد ہو سکتا تھا۔

ان تینوں باتوں کا ثبوت ہنری مارٹن کلارک کے آتھم کے بارہ میں اس بیان سے ملتا ہے:

"We chose as our champion Mr Abdullah Athim, who is amongst the earliest of living converts from Mohammedanism, with whom Mohammaden controversy is a life's study, and who, after many years of honourable service as an Extra Assistant Commissioner under Government, has now retired, and is spending the evening of his days in Amritsar."

*(CMI, Feb 1894, pg97)*

(ترجمہ: ہم نے مسٹر عبداللہ آتھم کو اپنے نمائندہ کے طور پر منتخب کیا، جو کہ اسلام ترک کر کے عیسائی ہونے والے اولین لوگوں میں سے ہیں۔ اسلام پر ان کا عمر بھر کا گہرا مطالعہ ہے اور جو کئی سال تک ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے سرکاری عہدے پر باعزت طریق سے ملازمت کر کے ریٹائر ہوئے ہیں، اور اب اپنی ڈھلتی عمر کے دن امرتسر میں گزار رہے ہیں)

آتھم کے بارہ میں Missionary Herald میں جو تعارفی نوٹ ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آتھم کو اسلام کے مقابلہ پر سب سے بڑا پہلوان خیال کیا گیا:

"The Christians chose as their leader one who was among the earliest living converts from Mohammedan-ism, and who had made the subject a life study".

*(Missionary Herald: Containing The Proceedings of The American Board of Commissioners for Foreign Missions, Vol XC, Published: Press of Samuel Usher, Boston, 1894)*

(ترجمہ: عیسائیوں نے اپنے نمائندے کے طور پر ایسے شخص کو نامزد کیا جو اسلام ترک کر کے عیسائی ہونے والے ابتدائی لوگوں میں سے ہیں اور اسلام پر گہرا مطالعہ ہے)

پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک چرچ مشن سوسائٹی کے تحت بطور میڈیکل مشنری ہندوستان کے شہر امرتسر میں تعینات تھے۔ وہ مشہور عیسائی مناد

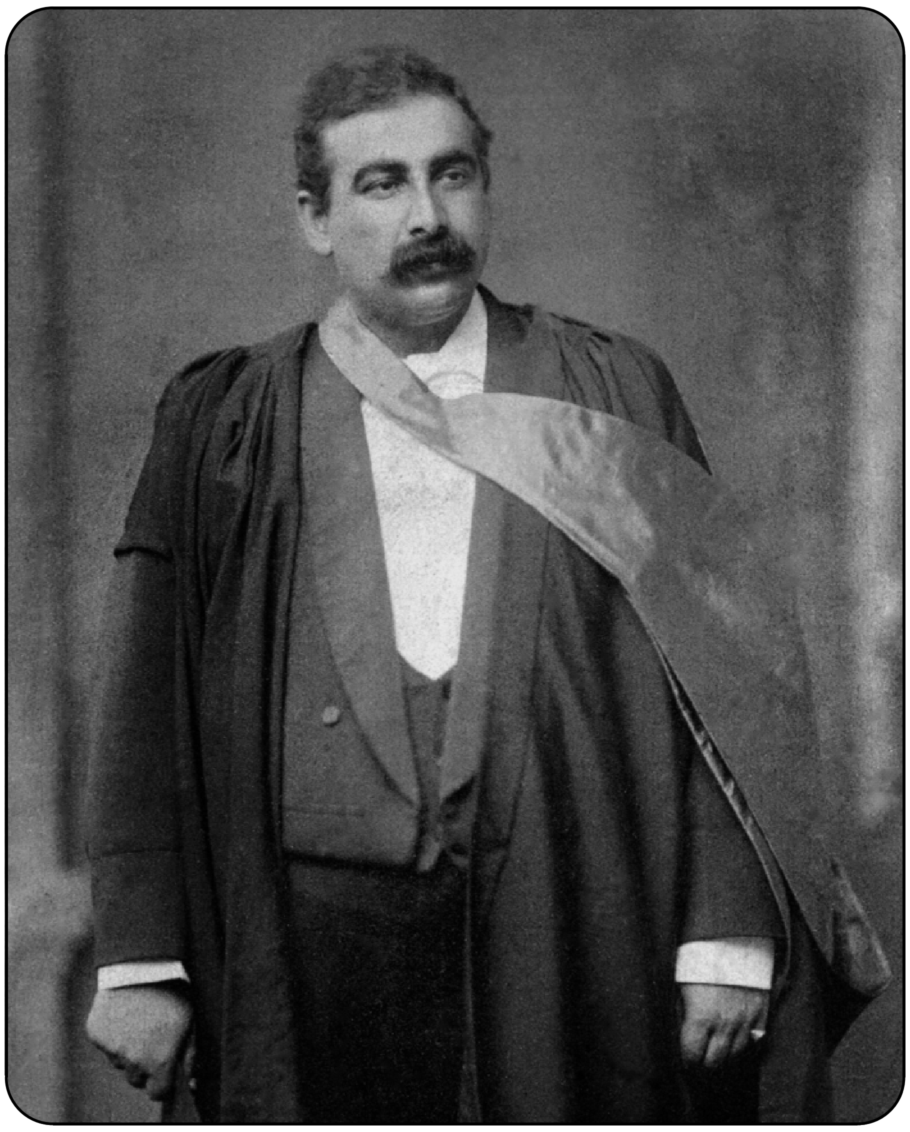

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک

Robert Clark کے لے پالک تھے۔ ہنری مارٹن کلارک ایک افغان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ قریباً اڑھائی برس کی عمر میں یتیمی کی حالت میں تھے کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ سے رابرٹ کلارک اور ان کی اہلیہ نے انہیں گود لیا۔ ان کی پرورش کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے سکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرا بھیجا جہاں ہنری مارٹن کلارک نے MD کی سند حاصل کی اور مشنری کی ٹریننگ لینے کے بعد ہندوستان میں وارد ہوئے۔ یہاں وہ دیگر پادریوں کی طرح اپنی تمام کارکردگی کی رپورٹ چرچ مشن سوسائٹی کو ارسال کرتے جو ان کی رپورٹس کو دیگر اہم رپورٹس کے ساتھ اپنے intelligencer میں شامل اشاعت کرتی۔ وہ اپنے منہ بولے والد رابرٹ کلارک کو بھی اپنی تمام سرگرمیوں سے آگاہ رکھتے۔ چرچ مشن سوسائٹی کا صدر دفتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لندن کے علاقہ Salisbury Square میں واقع تھا۔ بعد ازاں یہ دفتر برطانیہ کے شہر Oxford منتقل ہوگیا اور تادم تحریر وہیں واقع ہے۔ سوسائٹی کے Archives آکسفورڈ کی اس عمارت میں بھی محفوظ ہیں مگر زیادہ تر مواد University of Birmingham کے شعبہ Special Collections کی تحویل میں ہے۔ یونیورسٹی میں موجود ان آرکائیوز میں سے متعلقہ مواد کی تلاش میں ہنری مارٹن کلارک کا ایک ذاتی خط بھی ملا۔ یہ خط موصوف نے 4 ستمبر 1894 کو اپنے والد رابرٹ کلارک کے نام تحریر کیا۔ یہ وہ تاریخ ہے جب پیشگوئی انجام آتھم کی میعاد پوری ہوتی تھی۔ ہنری مارٹن کلارک نے اس خط میں اپنے والد کو اپنی سرگرمیوں سے مطلع کیا۔ آخر پر اس نے فیروز پور جا کر آتھم سے ملنے اور اس کی صحت کے بظاہر بہتر نظر آنے اور اس کے ذہنی بحران کا ذکر کیا۔

ہم ہنری مارٹن کلارک کے مندرجہ بالا بیان سے دیکھ چکے ہیں کہ عبداللہ آتھم پیرانہ سالی کے ایام امرتسر میں گزار رہا تھا۔ وہ امرتسر میں مستقل طور پر سکونت پذیر تھا۔ عبداللہ آتھم اس پیشگوئی کے رعب میں سراسیمگی کا شکار ہوگیا۔ وہ حواس باختہ رہنے لگا۔ اس سراسیمگی میں اسے کبھی سانپ نظر آتے اور کبھی اپنے سر پر تلوار لٹکتی نظر آتی۔ شدید ذہنی دباؤ میں اسے ایسے بہت سے hallucinations (واہمے) ہونے لگے۔ وہ اپنے مقدر سے ڈر کر کبھی کہیں بھاگتا، کبھی کہیں سر چھپاتا پھرتا۔ وہ اس پیشگوئی کے نتیجہ میں خدائے واحد و لاشریک سے اس قدر مرعوب ہوا کہ پیشگوئی کی میعاد ختم ہونے تک لوٹ کر امرتسر نہ گیا۔ اس بات کا ثبوت ہنری مارٹن کلارک کا وہ خط ہے جو انہوں نے اپنے والد رابرٹ کلارک کو لکھا۔

"At 6 pm I left for Ferozepore where Athim is. I wanted to settle the details of the home coming on the 6th.... I had a couple of hours with Athem...The crisis just now is intense beyond words."

(دستی محررہ چٹھی از پادری ہنری مارٹن کلارک بنام رابرٹ کلارک، بتاریخ 4 ستمبر 1894ء کے از تاریخی دستاویزات چرچ مشن سوسائٹی، مملوکہ و مقبوضہ Special Collections, University of Birmingham حوالہ CMS/C)

(ترجمہ: شام چھ بجے میں فیروز پور کے لئے روانہ ہوا جہاں آتھم ان دنوں مقیم ہے۔ میں اس کے ساتھ 6 تاریخ کو واپس امرتسر آنے کی تفصیلات طے کرنا چاہتا تھا۔ میں اس کے ساتھ قریب دو گھنٹے گزارے۔ اس نازک وقت کا تناؤ ان دنوں میں عروج پر ہے)

اس عبارت سے جہاں گھبراہٹ میں نقل مکانی کا ثبوت ملتا ہے، وہاں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ یہ نقل مکانی صرف پیشگوئی کے رعب سے تھی، کیونکہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ پیشگوئی کی میعاد کے پورا ہوتے ہی واپس امرتسر آنا چاہتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں آتھم کا اپنا اقرار نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ کس کو خبر نہیں کہ آتھم صاحب نے پرچہ نور افشاں (جو کہ ایک عیسائی اخبار تھا۔ ناقل) میں صاف اقرار چھپوایا کہ میں اثناء ایام پیشگوئی میں ضرور خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ ڈرنے کی علامات ان سے اس قدر صادر ہوئیں کہ جن کو چھپانا ممکن نہیں"

(انجام آتھم، بار اول 1896، مشمولہ روحانی خزائن جلد 11۔ صفحہ 17 (حاشیہ) مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، لندن 2008ء)

## آتھم کی طرف سے اقدام قتل کے الزام کی حقیقت

اس نقل مکانی کا جواز معترضین کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ اس پر قاتلانہ حملے ہوئے جن کے بارہ میں اس کو یقین تھا کہ یہ حملے معاذاللہ حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف سے کروائے جاتے ہیں تاکہ وہ ہلاک ہو اور یوں پیشگوئی پورا ہونے کا سامان ہو۔

سراسیمگی کا شکار ہو کر اپنی حواس باختگی کو نہ چھپا پانے سے آتھم ایک اور مشکل کا شکار ہوا۔ اس پر ہمارے زمانے کے حکم اور عدل نے کیا خوبصورت تجزیہ اور پھر فیصلہ پیش فرمایا:

"......تب ان کو سمجھ آیا کہ یہ میں نے اچھا نہیں کیا کہ اسلامی پیشگوئی کے خیال سے اس قدر بیقراری ظاہر کی۔ تب زہر خورانی کے اقدام کا منصوبہ اور تین حملوں کا بہانہ بنایا گیا۔ کیونکہ جس قدر خوف اُن کی سراسیمگی سے ظاہر ہو چکا تھا، وہ چاہتا تھا کہ اگر اس کا سبب الہامی پیشگوئی نہیں تو ایسا سبب ضرور ہونا چاہئے جو نہایت ہی قوی اور عظیم الشان ہو، جس سے یقینی طور پر موت کا اندیشہ دل میں جم سکے۔ سو جھوٹ کی بندشوں سے کام لے کر یہ خوف کے اسباب تراشے گئے ......

کون نہیں سمجھ سکتا کہ ان کے جھوٹے اور بے ثبوت بہتانوں ان کا منہ کالا ہو گیا تھا۔ اور اس کلنک کو دور کرنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ یا تو عدالت فوجداری میں نالش کر کے ان بہتانوں کو ثابت کراتے اور یا چند گواہوں کے پیش کرنے سے ان کا ثبوت دیتے اور یا جلسہ عام میں قسم کھا لیتے۔ مگر آتھم صاحب نے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو اختیار نہیں کیا"۔

(انجام آتھم، بار اول 1896ء، مشمولہ روحانی خزائن جلد 11۔ صفحہ 17 تا 19 (حاشیہ)۔ مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، لندن 2008ء)

یہاں قارئین کی توجہ کے لئے یہ بھی عرض ہے کہ "انجام آتھم" حضرت اقدس علیہ السلام نے آتھم کی وفات کے بعد تصنیف فرمائی اور پوری صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے بیان فرمایا کہ یہ پیشگوئی کن مراحل سے گزر کر پوری ہوئی۔ مگر یہ تجاویز کہ اگر اپنے hallucinations کو وہ معاذاللہ حضرت صاحبؑ کی طرف سے قاتلانہ حملے تصور کرتا تھا تو قانون کا سہارا لے کر نالش کر دیتا، حضور علیہ السلام نے اس کی زندگی ہی میں اس کو کہلا بھیجا تھا۔ اس بات کا ثبوت حضور علیہ السلام کی تصانیف "انوار الاسلام" اور "ضیاء الحق" سے ملتا ہے، جن میں سے اوّل الذکر رسالہ پیشگوئی کی ابتدائی میعاد پوری ہوتے ہی حضورؑ نے 5 ستمبر 1894ء کو تحریر فرمایا۔ آخر الذکر رسالہ بھی اس کے جلد بعد تحریر کیا گیا، یعنی آتھم کی زندگی میں۔ مگر نہ اس نے نالش کی نہ اعلانیہ قسم کھائی۔

اس پر معترضین سے جو جواب بن پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے پیشگوئی کی میعاد ختم ہونے کی خوشی میں امرتسر میں نکالے جانے والے جلوس سے ایک خطاب کیا اور اس میں اپنی عیسائیت سے وابستگی ظاہر کی اور اسلام کے خلاف روایتی بدزبانی کی۔ گویا اس نے رجوع الی الحق نہیں کیا اور اپنے مسیحی عقائد اور مخالفت اسلام پر قائم رہا۔ اس سے مقصود معترضین کا یہ ہوتا ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ اگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مشروط بہ رجوع ہونے کے باعث پوری نہ ہوئی تو اس کا اجلاس عام سے خطاب اس بات کے ثبوت کے طور پر بہت کافی ہے کہ اس نے تو رجوع الی الحق کیا ہی نہیں!!

## مخفی رجوع الی الحق

یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ رجوع کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس تمام عرصہ میں اس کا سراسیمہ ہو کر قریہ قریہ بھٹکتے پھرنا، ان دیکھے اسباب سے خوفزدہ ہو کر مختلف مقامات پر پناہ ڈھونڈنا، قاتلانہ حملوں کا الزام لگانا مگر ان پر قانونی چارہ جوئی نہ کرنا، پیشگوئی کی میعاد کے آغاز کے دن سے انجام کے دن تک اس کا اسلام کی مخالفت میں منہ کھولنا نہ قلم اٹھانا، بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی قسم کی دریدہ دہنی نہ کرنا، اس قلبی حالت کے حلفیہ اعلان سے اعراض، یہ سب آتھم کے رجوع الی الحق کے ثبوت نہیں تو اور کیا ہیں؟ اگرچہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ رجوع کے لئے زبانی اقرار ضروری نہیں۔ مگر ایک صاحب ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب اس سے رجوع کی بابت دریافت کیا جائے تو وہ اس کا اقرار کرنے میں تامل نہ کرے جو آتھم صاحب نے ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ کیا اور اپنے رجوع پر قسم نہ کھائی۔

اب معترضین جواب دیں کہ کیا عارضی رجوع سے عذاب ٹل جائے تو رجوع رجوع نہیں رہتا؟

قرآن کریم میں متعدد آیات ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عارضی رجوع پر بھی عذاب کو ٹال دیتا ہے اور ٹالتا رہا ہے۔ فرعونیوں نے آٹھ مرتبہ رجوع کیا، آٹھ مرتبہ ان سے موعود عذاب ٹالا گیا۔

(باقی آئندہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

## جماعت احمدیہ MBEYA تنزانیہ میں امن کانفرنس کا شاندار انعقاد

(رپورٹ بشارت الرحمٰن بٹ مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ Mbeya تنزانیہ کو پہلی بار ایک امن کانفرنس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ یہ شہر تنزانیہ کے شمال میں واقع ہے اور یہاں کی اکثر آبادی عیسائی مذہب کی پیروکار ہے۔ اس چھوٹے سے شہر میں آٹھ سو سے زیادہ چرچ ہیں۔ جبکہ باقی دیگر مذاہب بھی ہیں مگر بہت کم تعداد میں اُن کے پیروکار ہیں۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے ایک مفصل دعوت نامہ جماعتی تعارف اور خدمات کے تذکرے اور جماعت کا امن کے بارے موقف کے ساتھ تیار کر کے مختلف اہم شخصیات کو بھجوایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ نیشنل ریڈیو پر بھی خبر آتی رہی۔

کانفرنس کے لئے شہر میں ایک خوبصورت ہال کرایہ پر حاصل کیا گیا۔ اور اس ہال کو مختلف بینرز مثلاً Love for all hatred for none اور بعض الہامات اور منتخب تحریرات نیز تصاویر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام سے سجایا گیا تھا۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا جس کے بعد جماعت کے تعارف اور خدمات پر مبنی ایک تقریر ہوئی۔ جس کے بعد مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ نے امن کے حوالے سے جماعت احمدیہ کا مؤقف حاضرین کے سامنے بیان کیا۔

اس کے بعد مختلف مذہبی، سماجی اور سرکاری شخصیات کو امن کے حوالے سے اظہار خیال کا موقع دیا گیا جنہوں نے اس کانفرنس کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور امن کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کو خراج تحسین پیش کیا۔

اس کانفرنس کے اختتام میں مکرم امیر صاحب تنزانیہ نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ اس کانفرنس کا اختتام ہوا۔

### میڈیا میں کوریج

مذکورہ بالا کانفرنس میں میڈیا کے لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس کو کوریج دو ٹی وی چینلز، دو ریڈیو سٹیشنز اور دو اخبارات میں کی گئی۔ چونکہ ٹی وی اور اخبارات تک تو کم لوگوں کی رسائی ہے مگر ریڈیو بہت زیادہ سنا جاتا ہے۔ لہٰذا اس پروگرام کی ریڈیو کوریج کے ذریعہ لاکھوں لوگوں تک احمدیت کا امن کا پیغام پہنچا۔

اللہ تعالیٰ جماعت کی ایسی کوششوں میں برکت ڈالے اور اسلام احمدیت کی ترقی کا باعث ہو۔ آمین

---

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں از صفحہ 16

احمدیوں کے خلاف بدزبانی کی۔ نیز طالبات کو تلقین کی کہ وہ ”شیزان“ کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں کیونکہ اس کے مالکان احمدی ہیں اور الزام تراشی کی انتہا کرتے ہوئے معصوم ذہنوں کو بتایا کہ یہ لوگ اپنی آمدن مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

اسی طرح مکرم شاہین صاحب کی چھوٹی بیٹی مکرمہ رامیہ عنبر صاحبہ کو بھی سکول میں مخالفت کا سامنا ہے۔ ساتھی طالبات نے اس احمدی بچی کو ہراساں کرنا اور بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ کلمات کا استعمال کرنا اپنا وطیرہ بنا لیا ہے۔ اور احمدی طالبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرے۔

### خطرات میں گھری احمدیہ عبادت گاہ

**گارڈن ٹاؤن، لاہور، 9 اور 10 دسمبر:** مقامی احمدی یہاں 56 طارق بلاک میں نماز کی ادائیگی کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ گھر ایک احمدی کی ملکیت ہے جو گزشتہ برس ماڈل ٹاؤن میں احمدیہ مسجد پر خوش کش حملہ آوروں کا نشانہ بننے والوں میں شامل تھا۔ 9 دسمبر کی رات ساڑھے گیارہ بجے دو نقاب پوش مشکوک آدمی آئے اور ساری عمارت کا سروے کرتے رہے حتی کہ انہوں نے عمارت کے اندر گھسنے کی بھی کوشش کی۔ لیکن حفاظتی اقدامات کے باعث ناکام رہے اور فرار ہوگئے۔

اگلے روز نصف شب کے قریب دو تخریب کار پھر آن دھمکے، ایک شیطان تو نماز گاہ سے قدرے فاصلے پر پہرہ دیتا رہا جبکہ دوسرا کلاشنکوف بردار قریب آیا اور اس نے چھلانگ بھی لگائی کہ دیوار پھلانگ کر احاطہ میں داخل ہو جائے مگر ناکام رہا۔ پھر اس دہشت گرد نے موبائل فون سے عمارت کی تصاویر کشی کی اور اپنے ساتھی دہشت گرد کو ہاتھوں کے اشارے سے کچھ پیغام رسانی کی اور بعد ازاں دونوں فرار ہوگئے۔

ان دونوں واقعات کی پولیس کو اطلاع کر دی گئی ہے مگر وہ نہتے لوگ جنہوں نے حال ہی میں اپنی مساجد پر خودکش جیکٹس پہنے ہوئے جدید آتشی اسلحے سے لیس تربیت یافتہ دہشت گردوں کے خونی حملے سہے ہوں ان کے لئے یہ مذکورہ بالا واقعات فراموش کرنا چنداں سہل نہ ہے۔

### متفرق آراء:

### لاہور میں ریلی، خطرے کی گھنٹی

روزنامہ Dawn کی مورخہ 21 دسمبر کی اشاعت میں Cyril Almeida نے لکھا:

”منٹو پارک میں مینار پاکستان کے سائے میں بروز اتوار طاقت کا غیر معمولی مظاہرہ دیکھنے میں آیا جہاں جہادیوں اور فرقہ وارانہ جنگجوئی کے دلدادہ لوگوں اور قدامت پسند تنگ نظر ملاں اور اسلام کے احیاء نو کے لئے سرگرم لوگوں کو دیکھا گیا۔ الغرض بھانت بھانت کے نمونے ایک پرچم تلے جمع تھے اور ان سب نے اپنی اصلیت چھپانے کے لئے ایک نقاب اوڑھ رکھا تھا اور وہ نقاب تھا ”دفاع پاکستان کونسل“! یہاں اس ”عزم“ کا اعادہ کیا گیا کہ پاکستان کو درپیش ”داخلی خطروں“ سے ”نپٹا“ جائے گا۔“

(باقی آئندہ)

---

## نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم دسمبر 2011ء بروز جمعرات بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز مغرب مکرمہ ثروت سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم عزیز احمد صاحب مرحوم آف بدوملہی) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

گزشتہ ہفتہ پاکستان سے یہاں اپنے بیٹے کے پاس آئی تھیں کہ 25 نومبر کو اچانک ہارٹ اٹیک سے 60 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے تقریباً 9 سال بدوملہی میں لجنہ اماء اللہ کی نائب صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ یہاں آنے سے قبل ربوہ میں رہائش پذیر تھیں۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور غیر از جماعت خواتین کو گھر پر بلا کر کسی نہ کسی رنگ میں پیغام حق پہنچاتی رہتی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم عبدالمجید احمد صاحب (آف راولپنڈی)

17 ستمبر 2011ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں مختلف خدمات کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے تھے۔ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) مکرم رانا بنیامین صاحب (دارالعلوم جنوبی ربوہ)

16 ستمبر 2011ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے باڈی گارڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ دس بارہ سال سے آنکھوں کی بینائی ختم ہونے کی وجہ سے کوئی کام نہیں کر سکتے تھے لیکن اپنے گھر پر نمازیں بروقت ادا کرتے اور ایم ٹی اے کی نشریات باقاعدگی سے دیکھتے تھے۔

(3) مکرمہ بشریٰ نسیم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری ارشاد احمد صاحب ورک ایڈووکیٹ سپریم کورٹ۔ لاہور)

یکم نومبر 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، عبادت گزار، خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی اور صدقہ وخیرات کرنے والی ہمدرد خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم محمد سعید قریشی صاحب (ابن مکرم عزیز محمد قریشی صاحب۔ آف اٹک۔ حال ربوہ)

یکم نومبر 2011ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 23 سال تک Parkinson بیماری کا بڑے حوصلہ سے مقابلہ کیا اور کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے۔ آپ حضرت جان محمد احمدی صاحب رضی اللہ عنہ آف اٹک صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور لمبا عرصہ سیکرٹری مال کی حیثیت سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ 1974ء میں جماعتی مقدمات کا بھی سامنا کیا۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب شریف (آف مریم ہسپتال ربوہ) کے خسر اور مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کے پھوپھا تھے۔

(5) مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب (آف حافظ آباد)

7 نومبر 2011ء کو طاہر ہارٹ ربوہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حافظ آباد میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران آپ کو وہاں کی پرانی مسجد کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ مخلص، ہمدرد، متوکل اور نافع الناس انسان تھے۔ قرآن کریم سے بے حد محبت تھی اور خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا۔

(6) مکرمہ فرزانہ تبسم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد یٰسین صاحب۔ گوجرانوالہ)

یکم نومبر 2011ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ٹھوکر کی (گوجرانوالہ) میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی اور خلافت کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کا بہت خیال رکھتیں اور کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتی تھیں۔

(7) مکرمہ صدیقہ سلیم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد سلیم صاحب۔ آف حیدرآباد۔ انڈیا)

آپ گزشتہ دنوں حیدرآباد میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے زیادہ عرصہ شارجہ میں گزارا جہاں آپ کو ایک حلقہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ نہایت نیک سیرت، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔

(8) مکرم بشیر احمد صاحب صدیقی (آف لاہور)

13 نومبر 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم محمد صدیق صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نے علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں لمبا عرصہ سیکرٹری تعلیم القرآن اور زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت نیک، تہجد گزار، دعاگو، اطاعت گزار اور خلافت کے ساتھ گہری محبت کرنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم مبارک احمد صاحب صدیقی (کارکن ایم ٹی اے۔ لندن) کے والد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے، انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

# پندرھویں صدی کا مجدّد کون ہے؟

**(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)**

ایک صاحب نے انٹرنیٹ پر احمدیوں سے پوچھا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے سر پر مجدّد کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے تو بتاؤ کہ پندرھویں صدی کا مجدّد کون ہے؟ اور پھر خود ہی ایک مرحوم احمدی کو پندرھویں صدی کے مجدّد کے طور پر پیش کر دیا ہے۔

اس سوال کا مختصر جواب اگرچہ ایک فقرہ میں بھی دیا جاسکتا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجدّد دین اور منہاج نبوت پر خلفاء کی آمد سے متعلقہ پیشگوئیوں کو بیان کیا جائے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کی تصویر یکجائی طور پر سامنے آسکے۔

## خلفاء و مجدّد دین کے مبعوث کئے جانے کی پیشگوئی

مجدّد دین کے ظاہر ہونے کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا'' (ابوداؤد) یعنی اللہ تعالیٰ اِس امّت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اُس کے دین کی تجدید کرے گا۔

اس پیشگوئی میں مجدّد دین کے لئے بعث کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے اصل معنے امام راغب کے نزدیک کسی چیز کو اٹھانا اور سامنے لانا ہے۔ چنانچہ یہ لفظ قرآن کریم میں مُردوں کے اٹھانے (31:56, 37:6, 59:6, 65:7)، گواہ کو کھڑا کرنے (90:16)، نیند سے اٹھانے (61:6)، کسی کو کام پر مقرر کرنے جیسے کوّے کو (32:5) اور رسولوں کو بھیجنے (37:16) وغیرہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ پس لفظِ ''مبعوث'' صرف نبیوں کے لئے خاص نہیں بلکہ نبیوں کے علاوہ دوسرے افراد پر بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اصلاحِ امّت کا کام جس کے بھی سپرد کردے نبی ہو یا غیر نبی، مجدّد ہو یا خلیفہ، مامور ہو یا غیر مامور وہ مبعوث ہی ہوتا ہے۔ صدی کے سر پر مبعوث کئے جانے کا مطلب ہے کہ صدی کے شروع ہونے سے کچھ پہلے یا بعد اُسے کھڑا کیا جاتا ہے۔ پہلی صدی کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہوا اور پیشگوئی میں کسی صدی کا استثناء نہیں ہے۔

## مجدّد دین اُمّت

اس پیشگوئی کے مطابق اُمّت محمدیہ میں مسلّمہ طور پر جو مجدّد دین آئے اُن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے کہ بعض صدیوں میں ایک سے زائد مجدّد بھی آئے یعنی مجدّد کا دائرۂ کار امّت کے ایک حصہ تک محدود بھی ہوسکتا ہے۔

پہلی صدی عمر بن عبدالعزیز۔ دوسری امام شافعی اور امام احمد بن حنبل۔ تیسری ابوشرح اور ابوالحسن اشعری۔ چوتھی ابوعبیدہ نیشاپوری اور قاضی ابوبکر بقلانی۔ پانچویں امام غزالی۔ چھٹی سید عبدالقادر جیلانی۔ ساتویں امام ابن تیمیہ اور خواجہ معین الدین چشتی۔ آٹھویں ابن حجر عسقلانی اور صالح بن عمر۔ نویں سید محمد جونپوری۔ دسویں امام جلال الدین سیوطی۔ گیارھویں شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی۔ بارھویں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی۔ تیرھویں سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہم۔ مسلمان ان سب کو مجدّد تسلیم کرتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی کئی ہیں جن کو بعض مجدّد مانتے ہیں جیسے عبدالوہابؒ اور عثمانی فودیؒ۔

مگر چودھویں صدی کے مجدّد ہونے کا دعویٰ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے علاوہ کسی نے نہیں کیا اور بار بار پوچھے جانے کے باوجود کہ بتاؤ چودھویں صدی کا مجدّد کون ہے، کوئی اس کا جواب نہیں دے سکا۔

## مامور مجدّد خَلِیفۃُ اللّٰہِ الْمَھدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے سارے مجدّد دین غیر مامور تھے۔ ان کے تجدیدی کام ساری دنیا میں پھیلے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ ایک علاقہ اور وقت تک محدود تھے اس لئے ایک ہی وقت میں ایک سے زائد مجدّد بھی ظاہر ہوئے۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو چودھویں صدی کے مجدّد تھے وہ مامور تھے یعنی خدا نے اپنے یقینی اور قطعی الہام کے ذریعہ انہیں اس کام پر مقرر فرمایا تھا اور آپؑ کو کثرتِ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرّف فرمایا گیا جن میں بکثرت غیب کی خبریں تھیں۔ چونکہ آپؑ نے مامور ہونا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خَلِیفَۃُ اللّٰہِ الْمَھدی'' یعنی ''اللہ کا خلیفہ مہدی'' کے نام سے آپ کو یاد فرمایا اور اپنی امّت کو ارشاد فرمایا تھا کہ تم اس کی بیعت کرنا خواہ تمہیں اُس تک پہنچنے کے لئے برف پوش پہاڑوں کے اوپر سے گھٹنوں کے بل گھسٹ کر جانا پڑے (ابن ماجہ کتابُ الفتن)۔ چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واحد مامور خلیفہ تھے اور امّتی ہونے کی برکت سے مقام نبوت پر فائز کئے گئے کیونکہ مامور کے لئے نبی ہونا ضروری ہوتا ہے (ملفوظات جلد 8 صفحہ 197) اس لئے آپ کے بابرکت وجود سے خلافت علیٰ منہاج النبوّت کے دوسرے دَور کا آغاز ہوا جس کا ذکر فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے تھے (ثُمَّ سَکَتَ)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی۔ پھر خلافت کے نام پر مُلْکاً عَاضاً (ایک دوسرے کا گلا کاٹنے والی ملوکیت) آئے گی۔ پھر خلافت کے نام پر مُلْکاً جَبْرِیَّہ (زبردستی کی خلافت) آئے گی اور پھر وہ بھی ختم ہوجائے گی اور دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتّحذیر صفحہ 461)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کا مطلب تھا کہ اللہ کے خلیفہ مہدی سے منہاج نبوت پر جس دَور کا آغاز ہوگا وہی آخری بھی ہوگا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دَورِ نبوت قیامت تک مُمتد ہونا تھا اس لئے اگر آپؐ کی غلامی میں اِس کے بعد کوئی اَور دَور بھی آنا ہوتا تو اس کا ذکر بھی آپؐ ضرور فرما دیتے۔

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد امّت پر سخت ابتلا اور گھبراہٹ کا وقت آیا تھا۔ سب سے زیادہ تجدید کی ضرورت امّت کو اس وقت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی علیحدہ مجدّد کھڑا نہیں کیا بلکہ یہ مشکل ترین کام خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور جس طرح اللہ تعالیٰ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنی قدرت ظاہر فرما چکا تھا ایسے ہی دوسری بار آپؐ کے خلیفہ کے ذریعہ اپنی قدرت کا اظہار فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا﴾ (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے''۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 5)

جو اصلاحی کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خدا کی تائید سے کیا وہ ہر ایک جانتا ہے۔ وہ اتنا عظیم الشان کام تھا کہ آپؓ گویا اسلام کے آدم ثانی تھے۔ اسلام کی پہلی صدی کا آغاز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہو چکا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہر صدی پر حاوی تھی حتی کہ پہلی صدی بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھی۔ اور اس صدی میں کوئی کم آفتیں اسلام پر نہ آئی تھیں مثلاً جھوٹے مدعیان نبوت کی خلافت کے خلاف بغاوت۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار۔ ابن سبا کا فتنہ۔ خوارج کا فتنہ وغیرہ۔ اور تجدید کا کام اللہ تعالیٰ نے خلفاء ہی سے لیا کسی اور مجدّد کو کھڑا نہیں کیا۔

یہ گویا خدا تعالیٰ کی اس امر پر فعلی شہادت تھی کہ **حالات خواہ کیسے ہی بگڑ جائیں اگر کسی وقت خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو تو اللہ تعالیٰ اصلاح کام کام خلفاء سے ہی لیا کرتا ہے۔ اُس وقت مجدّد کھڑے نہیں کئے جاتے۔ مجدّدوں کی ضرورت اُسی وقت ہوتی ہے جب خلافت قائم نہ ہو۔ خلیفہ اور مجدّد گو دونوں ہی نائب رسولؐ ہوتے ہیں مگر خلیفہ اپنی زندگی میں ساری امّت کے لئے ایک ہی ہوتا ہے جبکہ مجدّد ایک ہی وقت میں ایک سے زائد بھی ہوسکتے ہیں۔** اسی لئے تیرہ صدیوں میں کسی مجدّد نے بھی ساری دنیا میں اپنے مشن قائم کرکے اصلاحِ امّت اور تبلیغ اسلام کا کام نہیں کیا۔ چنانچہ بہت سے مفسّرین نے لکھا ہے کہ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرنے کا کام امام مہدی کے ذریعہ ہوگا۔ پس خلیفہ کے ہوتے ہوئے مجدّد کو تلاش کرنا تحصیلِ حاصل ہے۔

## خلافت علیٰ منہاج نبوت کا دورِ ثانی قیامت تک مُمتد ہوگا

قرآن کریم، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس خلافت کا آغاز امام مہدی سے ہوگا وہ تا قیامت جاری رہے گی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نیکوکار مومنوں کو اُسی طرح خلافت کا انعام دینے کا وعدہ کیا ہے جس طرح پہلوں یعنی امّت موسوی کو دی گئی تھی (النور:56)۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد گزشتہ سب نبوتوں، بشمول موسوی نبوت، کا خاتمہ ہوگیا تھا اس لئے عیسیٰ علیہ السلام موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ تھے اور اُن کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہ آیا۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک خلفاء و مجدّد دین آتے رہیں گے۔ جب خلافت قائم ہوگی تو وہی تجدید کا کام کرے گی۔ چونکہ عذاب سے پہلے نذیر کا آنا ضروری ہے اس لئے کوئی عجب نہیں کہ اُس آخری عذاب کے آنے سے پہلے جس سے موجودہ دورِ انسانیت کا خاتمہ ہونا ہو کوئی مامور خلیفہ یا مجدّد آجائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دوسرے دَور کا ذکر فرما کر خاموش ہوگئے تھے۔ چونکہ آپؐ کا زمانہ نبوت قیامت تک ہے اس لئے اس دَور کے بعد اگر اَور بھی کوئی دَور آنا ہوتا تو آپؐ ضرور اس کا ذکر بھی فرما دیتے۔ پس اگر کوئی اَور مامور خلیفہ آیا تو وہ بھی اِسی سلسلۂ خلافت سے منسلک ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد قیامت تک قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کے قائم رہنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ (الوصیت صفحہ 6)۔ اب ایک طرف قیامت تک مجدّد دین کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ دوسری طرف قیامت تک امام مہدیؑ کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قائم ہونے کی پیشگوئی ہے اور یہ بھی ہے کہ خلافت کی موجودگی میں مجدّد نہیں آیا کرتے اور جب مجدّد کھڑے کئے جاتے ہیں اُس وقت خلافت نہیں ہوتی۔ تو پھر ان دونوں پیشگوئیوں میں تطبیق کیسے ہو؟

اس سوال کا جواب ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل تحریر میں ملتا ہے جس میں آپؑ نے فرمایا:

''چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخرالزّماں اِس کے سر پر پیدا ہو اور اُس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اُس کے لئے بطور ظلّ کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الفِ آخر بھی''۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ 7)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف چودھویں صدی کے مجدّد ہیں بلکہ اس آخری ہزار سال کے بھی مجدّد ہیں۔

سائل نے پوچھا ہے کہ پندرھویں صدی کے مجدّد کون ہیں؟ تو اس کا جواب ہے خود مسیح موعودؑ اپنے اظلال یعنی خلفاء کی شکل میں۔ اور یوں آپؑ ہی مجدّد ہیں سولہویں صدی کے بھی، سترھویں صدی کے بھی، حتّٰی کہ تیئسویں یعنی آخری صدی کے بھی۔ اب کوئی امام، خلیفہ یا مجدّد، مامور ہو یا غیر مامور ایسا نہیں آسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت اور مسیح موعودؑ کی جماعت سے باہر ہو اور خدا کے قائم کردہ سلسلۂ خلافت سے منسلک نہ ہو۔

پس متعدد پیشگوئیوں کے تناظر میں یہ جواب ہے اُس سوال کا جو انٹرنیٹ پر پتہ نہیں کتنے احمدیوں سے پوچھا گیا ہے یا آئندہ کبھی پوچھا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:
AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

## تفسیر صغیر کی تکمیل واشاعت اور مقبولیت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16؍فروری 2010ء میں مکرم نصیر احمد قمر صاحب کے قلم سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ تفسیر صغیر سے متعلق ایک جامع مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کو اپنی عمر کے آخری دَور میں سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ حضور کی زندگی میں آپ کے ذریعہ پورے قرآن مجید کا ایک معیاری اور بامحاورہ اردو ترجمہ مع مختصر مگر جامع نوٹس کے ساتھ شائع ہوجائے۔ سفر یورپ 1955ء سے واپسی کے بعد اگرچہ حضور کی طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ موعود کی روح القدس سے ایسی زبردست تائید فرمائی اور آپؓ نے جون 1956ء میں مری کے پہاڑوں پر ترجمہ قرآن املاء کرانا شروع کیا جو خدا کے فضل سے 25؍اگست 1956ء کو مکمل ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس ترجمہ کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''میری رائے یہ ہے کہ اس وقت تک قرآن کریم کے جتنے ترجمے ہوچکے ہیں ان میں سے کسی ترجمہ میں بھی اُردو محاورے اور عربی محاورے کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا جتنا اس میں رکھا گیا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے اتنے تھوڑے عرصہ میں ایسا عظیم الشان کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمادی''۔

حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) فرماتی ہیں: ''خداتعالیٰ کی آپؓ کے متعلق پیشگوئی کہ 'کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو' اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ جن دنوں تفسیر صغیر لکھی، نہ آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا، نہ کھانے کا۔ بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہوجائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہوگئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپ نے بیماری کے پہلے حملہ کے بعد یعنی 1956ء میں۔ …… ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں، فکر نہ کریں، زیادہ محنت نہ کریں۔ لیکن آپ کو ایک دُھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہوجائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے رہتے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے …… کہ مجھے تیز بخار ہوگیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دن سے مجھے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں۔ میرے ہاتھوں ہی سے یہ مقدس کام ختم ہو۔ مَیں بخار سے مجبور تھی۔ ان سے کہا کہ مَیں نے دوا کھالی ہے آج بالکل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کرلیں۔ آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا مَیں ثواب حاصل کرسکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو!؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہوگیا''۔

جب حضورؓ ترجمہ اور نوٹس املاء کروا چکے تو حضورؓ کی خدمت میں سارا ترجمہ خوشخط لکھوا کر پیش کر دیا گیا۔ نظر ثانی میں مدد کے لئے حضورؓ نے مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب اور مکرم مولانا محمد یعقوب طاہر صاحب انچارج شعبہ زودنویسی کو ارشاد فرمایا کہ دونوں اصحاب مع ضروری کتب لغت وتفاسیر کے روزانہ صبح ساڑھے آٹھ بجے حاضر ہو جایا کریں۔ یکم رمضان المبارک 1957ء کو حضور نے ترجمہ پر نظر ثانی کا کام شروع کیا اور صحت کی پرواہ کئے بغیر سخت محنت کرتے ہوئے رمضان میں ہی کام ختم کرلیا۔ اور 31؍مئی 1957ء سے 15؍جون 1957ء تک تیسری بار مسوّدہ کو ملاحظہ فرمایا۔ کام روزانہ صبح آٹھ بجے سے دو بجے دوپہر تک مسلسل جاری رہتا۔ حضورؓ روزانہ ایک پارہ کا ترجمہ ملاحظہ فرما کر اس کی تصحیح فرماتے اور تفسیری نوٹس میں مناسب اضافہ فرماتے۔ اس دوران حضورؓ ڈاکٹروں کی ہدایت کے باوجود کھانا کھانے کی بھی پرواہ نہ کرتے اور مقررہ کام ختم کئے بغیر نہ اٹھتے۔

ترجمہ اور مختصر تفسیر کا مسوّدہ تیار ہوجانے کے بعد حضورؓ نے قرآن مجید کے عربی متن کی کتابت کے لئے حضرت منشی عبدالحق صاحبؓ (والد محترم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب) اور اردو ترجمہ اور نوٹس کے لکھنے کے لئے محترم قریشی اسماعیل صاحب کا انتخاب فرمایا۔ حضرت منشی صاحبؓ کی عمر اس وقت اسّی سال کے لگ بھگ تھی اور آپ انتھک محنت نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن حضورؓ کو اُن کا خط پسند تھا چنانچہ حضورؓ کی قوت قدسیہ، توجہ اور دعا کی برکت سے یہ معجزہ ہوا کہ ہر دو کاتبوں نے صرف تین ماہ کی مختصر مدت میں کتابت کا کام ختم کرلیا۔

طباعت کا کام مولانا جلال الدین صاحب شمس مینجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ کے سپرد ہوا جو 15؍اکتوبر تک مکمل ہوگیا۔ حضور کی خدمت میں جب نمونہ کی کتاب پیش کی گئی تو حضورؓ کے ارشاد پر مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے اس کا انڈیکس پندرہ دن میں مرتب کردیا جو ابتدا میں شامل ہوا اور یوں 15 نومبر تک 1466 صفحات کی تفسیر مع انڈیکس ایک ہزار کی تعداد میں طبع ہو کر تیار ہوگئی۔ جلد بندی کا کام مکرم محمد عبداللہ صاحب جلدساز ربوہ نے کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر کی فروخت اور آئندہ طباعت کا کام ادارۃ المصنفین ربوہ کے سپرد فرمایا۔ یہ ادارہ نومبر 1957ء کو معرض وجود میں آیا تھا اور اس کے قیام کی اغراض میں سے ایک اہم غرض تفسیر صغیر کی اشاعت کا وسیع پیمانہ پر انتظام کرنا ہے۔ چنانچہ 1957ء سے 1984ء تک تفسیر صغیر کی طباعت و اشاعت کا کام یہی ادارہ سرانجام دیتا رہا۔ 1958ء میں تفسیر صغیر کے مزید تین ایڈیشنز شائع ہوئے اور مارچ 1966ء میں اس کا پانچواں ایڈیشن عکسی اعلیٰ کتابت اور نفیس طباعت کے ساتھ شائع ہوا۔

تفسیر صغیر پہلی بار 1957ء میں نہایت عجلت میں چھپی تھی جس کی وجہ سے کتابت اور پروف ریڈنگ کی کچھ اغلاط رہ گئی تھیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1965ء میں طباعت کی اغلاط کو دُور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین۔ مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ اور مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب شامل تھے۔ کمیٹی کے ارکان نے فیصلہ کیا کہ مولانا شمس صاحب ساری تفسیر چیک کریں اور قابل اصلاح امور کی فہرست بنادیں اور پھر مولوی ابوالمنیر صاحب حضرت صاحبزادہ صاحبؒ موصوف کو شروع سے آخر تک لفظاً لفظاً تفسیر صغیر کا ترجمہ اور تفسیری نوٹس پڑھ کر سنائیں اور قابل اصلاح امور کی اصلاح کردی جائے۔ چنانچہ جب وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو نوٹس سناتے ہوئے سورۃ نور کی آیت استخلاف پر پہنچے تو اس دن حضرت مصلح موعودؓ کا وصال ہوگیا۔ اور خدائی تقدیر کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفۃ المسیح الثالث منتخب ہوگئے۔ اس عظیم ذمہ داری سے قبل آپؒ نہایت بشاشت سے دن اور رات کے مختلف حصوں میں کئی کئی گھنٹے نوٹس سننے اور غوروفکر کے بعد اصلاح کرنے میں صرف کرتے تھے لیکن خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد آپؒ کے لئے تفسیر کے کام کے لئے وقت نکالنا مشکل ہوگیا۔ اس پر آپؒ نے فیصلہ فرمایا کہ مولوی ابوالمنیر صاحب بقیہ کام سرانجام دیں اور جو امر قابل استفسار ہو وہ آپؒ سے پوچھ لیا جائے۔ حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل کی گئی اور قابل اصلاح امور کی درستگی کے بعد حضورؒ نے تفسیر صغیر کو دوبارہ لکھوانے اور بلاکوں پر چھپوانے کی اجازت عطا فرمادی۔

نوٹس کی دوبارہ کتابت جناب منشی غلام جیلانی صاحب ساکن ننکانہ نے کی۔ بلاکس اینگریکو لاہور نے نہایت پیار اور محبت سے تیار کئے اور طباعت کا انتظام مکرم جناب محمد طفیل صاحب مدیر نقوش لاہور نے اپنے نقوش پریس میں کمال درجہ عقیدت کے ساتھ کیا۔ یہ تفسیر آرٹ پیپر پر شائع ہوئی اور جلد پر خوبصورت پلاسٹک کور بھی چڑھایا گیا۔ جس دن ابتدائی ستّر نسخے ربوہ پہنچے وہ مجلس مشاورت کا پہلا روز تھا چنانچہ حضورؒ نے افتتاحی خطاب میں اس نئے عکسی ایڈیشن کی خوشخبری احباب کو دی اور جملہ مراحل طباعت کا تذکرہ فرمایا۔

تفسیر صغیر کی اشاعت سے دنیائے ترجمہ قرآن مجید میں ایک انقلاب آگیا۔ کیونکہ یہ ترجمہ ایسا سلیس بامحاورہ اور آسان تھا کہ ہر شخص قرآن مجید کے بیان کردہ مفہوم کو بآسانی اخذ کرسکتا تھا۔ چنانچہ اسے اپنوں کے علاوہ بیگانوں میں غیرمعمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔

……اخبار ''امروز'' لاہور نے 30؍مئی 1966ء کی اشاعت میں لکھا: ''اس وقت تفسیر صغیر پیش نظر ہے۔ یہ تفسیر احمدیہ جماعت کے پیشوا الحاج مرزا بشیرالدین محمود مرحوم کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔ قرآن کے عربی متن کے اردو ترجمے کے ساتھ کئی مقامات کی تشریح کے لئے حواشی اور تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں۔ ترجمہ اور حواشی کی زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ تفسیر صغیر حسن کتابت اور حسن طباعت کا مرقع ہے''۔

……ہفت روزہ ''قندیل'' لاہور 19؍جون 1966ء نے لکھا: '' ……انجمن حمایت اسلام لاہور اور تاج کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے قرآن حکیم کی طباعت میں جو خوش ذوقی کا ثبوت دیا جاتا رہا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ تفسیر صغیر کی اشاعت سے اس روح آفرین سعی میں اضافہ ہوا ہے۔ قرآن پاک کا یہ نسخہ اول سے آخر تک اعلیٰ ترین آرٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے۔ نسخ و نستعلیق دونوں خط فن کتابت کے عمدہ ترین نمونے پیش کررہے ہیں۔ آفسٹ کی طباعت کے باعث صاف اور دیدہ زیب ہے۔ جلد عمدہ اور مضبوط اور اس پر پلاسٹک کا جاذب نظر غلاف ہے۔ تفسیر صغیر میں ترجمہ اور تفسیر امام جماعت احمدیہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ ترجمہ اور حواشی کی زبان عام فہم ہے تاکہ ہر علمی استعداد کا آدمی اس سے مستفید ہوسکے۔ ترجمہ اور تفسیر میں یہ التزام بھی ہے کہ جملہ تفاسیر متقدمین آخر تک پیش نظر رکھی گئی ہیں۔ …… قرآن مجید کو اس خوبصورتی سے طبع کرا کے شائع کرنا ایک بہت بڑی خدمت اسلام ہے۔''

……رسالہ ''سیارہ ڈائجسٹ'' کراچی ''قرآن نمبر'' نے قرآن مجید کے ''اردو تراجم وتفسیر'' کی فہرست میں 40ویں نمبر پر ''تفسیر صغیر'' کا تعارف پیش کیا۔

…… سردار دیوان سنگھ مفتون۔ ایڈیٹر ''ریاست'' دہلی نے محترم گیانی عباداللہ صاحب کے نام اپنے خط میں لکھا کہ: ''ابھی تفسیر صغیر بذریعہ پارسل ملی۔ ……۔ میری ایماندارانہ رائے یہ ہے کہ تبلیغ و اشاعت کے اعتبار سے آپ کی جماعت نے جتنا کام پچھلے پچاس ساٹھ برس میں کیا اتنا کام دنیا کے مسلمانوں نے پچھلے تیرہ سو برس میں نہ کیا ہوگا۔ اسلام کی اس عظیم الشان خدمت کی موجودگی میں احمدی جماعت کو اسلام کے لئے نقصان رساں کہنا انتہائی کذب بیانی ہے۔''

تفسیر صغیر کے اب تک متعدد ایڈیشن پاکستان، بھارت اور UK سے شائع ہوچکے ہیں۔ 1994ء کے UK ایڈیشن میں بعض مقامات پر سابقہ ایڈیشنوں سے مختلف طریق اختیار کیا گیا۔ چنانچہ اس ایڈیشن کے شروع میں پبلشرز نوٹ میں اس کی وضاحت اِن الفاظ میں کی گئی: ''تفسیر صغیر کو کبھی بھی لفظی ترجمہ کے طور پر شائع نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کا عنوان ظاہر کرتا ہے کہ یہ تفسیری ترجمہ ہے۔ اس کے باوجود بعض حلقوں کی طرف سے بعض مقامات سے متعلق خصوصیت سے اعتراض اٹھایا گیا کہ ان جگہوں پر ترجمہ سے، نعوذ باللہ، عمداً انحراف کیا گیا ہے۔ اس لئے اس غلط فہمی کو دُور کرنے کی خاطر ان مقامات پر تفسیری نوٹ نیچے حاشیہ میں منتقل کرکے ترجمہ کے اُس انداز کو اختیار کیا گیا ہے جو قرآن کریم کے دیگر تراجم کے بارہ میں جماعت نے ہمیشہ اختیار کیا ہے اور یہ الزام غلط ہے کہ گویا، نعوذ باللہ، عمداً لفظی ترجمہ سے انحراف کیا گیا ہے۔ اسی طرح کئی مقامات پر ترجمہ میں بریکٹس کا اشتباہ تھا نیز معدودے چند جگہوں پر بعض الفاظ کا ترجمہ سہواً رہ گیا تھا اور بعض جگہوں پر ضمائر کا ابہام تھا اس لئے وہاں پر ترجمہ میں ضروری ترامیم کی گئی ہیں۔ اس اشتباہ کے تدارک کے لئے کہ اس ایڈیشن میں پہلے ایڈیشن کے مقابل پر غلطی سے بعض جگہ فرق پیدا ہوگیا ہے ان مقامات کی فہرست آخر پر دے دی گئی ہے جہاں مذکورہ بالا تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ …… چونکہ کوئی اور شخص ایسی تبدیلیوں کا مجاز نہیں تھا اس لئے موجود امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایسے تمام مقامات پر خود غور کرکے پوری احتیاط کے ساتھ کم سے کم ضروری تبدیلیاں تجویز فرمائی ہیں''۔

یہ ترمیم شدہ ایڈیشن صرف ایک مرتبہ یوکے اور پاکستان سے شائع ہوا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر سابقہ ایڈیشنز کے مطابق ہی طباعت کی جارہی ہے۔

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

24th February 2012 – 1st March 2012

*Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

## Friday 24th February 2012

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat |
| 00:30 | Japanese Service |
| 00:50 | Guftugu: discussion on historic Ahmadi events |
| 01:25 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd January 1996 |
| 02:45 | Tarjamatul Qur'an class: rec. 26th October 1995 |
| 04:15 | Roohani Khazaa'in Quiz |
| 04:50 | Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor on 16th August 2009 |
| 06:05 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Guftugu: discussion on historic Ahmadi events |
| 07:10 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor |
| 08:10 | Siraiki Service |
| 09:00 | Rah-e-Huda: rec. on 18th February 2012 |
| 10:40 | Indonesian Service |
| 11:45 | Tilawat |
| 11:55 | Spotlight: an interview with Mubarak Ahmad Tahir |
| 13:00 | Live Friday Sermon: delivered by Huzoor |
| 14:10 | Dars-e-Hadith |
| 14:25 | Bengali Service |
| 15:25 | Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth |
| 16:30 | Friday Sermon [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 27th September 2009 |
| 19:40 | Yassarnal Qur'an |
| 20:15 | Fiq'ahi Masa'il |
| 20:45 | Friday Sermon [R] |
| 22:00 | Insight: recent news in the field of science |
| 22:20 | Rah-e-Huda [R] |

## Saturday 25th February 2012

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:20 | Tilawat |
| 00:30 | International Jama'at News |
| 01:00 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th January 1996 |
| 02:05 | Fiq'ahi Masa'il |
| 02:40 | Friday Sermon: rec. on 24th February 2012 |
| 03:55 | Seerat Sahabiyat-e-Rasool: discussion about the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw) |
| 04:25 | Rah-e-Huda: rec. on 11th February 2012 |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | International Jama'at News |
| 06:50 | Al-Tarteel |
| 07:20 | Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 4th October 2009 |
| 08:25 | Question and Answer Session: recorded on 26th March 1995. Part 1 |
| 09:45 | Friday Sermon [R] |
| 10:55 | Indonesian Service |
| 12:00 | Tilawat |
| 12:10 | Story Time: Islamic stories for children |
| 12:30 | Pakistan in Perspective |
| 13:00 | Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme |
| 14:00 | Bengali Service |
| 15:05 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor |
| 16:20 | Live Rah-e-Huda |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau class [R] |
| 19:30 | Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion |
| 20:30 | International Jama'at News |
| 21:05 | Intikhab-e-Sukhan [R] |
| 22:10 | Rah-e-Huda [R] |

## Sunday 26th February 2012

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Friday Sermon: rec. on 24th February 2012 |
| 01:25 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 01:55 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th January 1996 |
| 03:00 | Friday Sermon [R] |
| 04:15 | Story Time: Islamic stories for children |
| 04:35 | Yassarnal Qur'an |
| 05:00 | Faith Matters |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:20 | Yassarnal Qur'an |
| 06:50 | Beacon of Truth |
| 08:00 | Faith Matters |
| 09:10 | Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 4th October 2009 |
| 10:15 | Indonesian Service |
| 11:15 | Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 25th March 2011 |
| 12:20 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 12:45 | Story Time: Islamic stories for children |
| 13:00 | Bengali Service |
| 14:00 | Friday Sermon [R] |
| 15:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor |
| 16:25 | Faith Matters [R] |
| 17:30 | Al-Tarteel |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Beacon of Truth [R] |
| 19:35 | Real Talk |
| 20:40 | Food for Thought |
| 21:10 | Majlis Ansarullah UK Ijtema [R] |
| 22:15 | Friday Sermon [R] |
| 23:25 | Ashab-e-Ahmad |

## Monday 27th February 2012

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat |
| 00:35 | Yassarnal Qur'an |
| 01:00 | International Jama'at News |
| 01:35 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th January 1996 |
| 02:45 | Food for Thought |
| 03:15 | Friday Sermon: rec. on 24th February 2012 |
| 04:25 | Ashab-e-Ahmad |
| 04:55 | Faith Matters |
| 06:05 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | International Jama'at News |
| 07:05 | Hamara Aaqa |
| 07:40 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor |
| 08:45 | Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 8th August 1997 |
| 10:00 | Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 9th December 2011 |
| 11:15 | Masjid Mubarak |
| 12:00 | Tilawat |
| 12:15 | International Jama'at News |
| 13:00 | Bengali Service |
| 14:00 | Friday Sermon: rec. on 12th May 2006 |
| 15:10 | Masjid Mubarak [R] |
| 16:00 | Dars-e-Hadith |
| 16:20 | Rah-e-Huda: rec. on 25th February 2012 |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service: Sabeel-ul-Huda |
| 19:35 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th January 1996 |
| 20:40 | International Jama'at News |
| 21:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau class [R] |
| 22:15 | Masjid Mubarak [R] |
| 23:00 | Friday Sermon [R] |

## Tuesday 28th February 2012

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:20 | Tilawat |
| 00:30 | Hamara Aaqa |
| 01:05 | Insight: recent news in the field of science |
| 01:30 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th December 1995 |
| 02:35 | Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 8th August 1997 |
| 03:50 | Jalsa Musleh Ma'ood |
| 05:10 | Jalsa Salana Qadian: an address delivered by Huzoor from London on 28th December 2009 |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 06:30 | Insight: recent news in the field of science |
| 06:40 | Australian Reptile Park |
| 07:10 | Yassarnal Qur'an |
| 07:40 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor |
| 08:50 | Question and Answer Session: recorded on 26th March 1995. Part 2 |
| 10:05 | Indonesian Service |
| 11:05 | Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 4th March 2011 |
| 12:10 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 12:20 | Dars-e-Malfoozat |
| 12:30 | Insight: recent news in the field of science. |
| 13:00 | Bengali Service |
| 14:00 | Jalsa Salana Bangladesh: concluding address delivered by Huzoor, on 7th February 2010 |
| 15:05 | Yassarnal Qur'an |
| 15:25 | Guftugu |
| 16:00 | Australian Reptile Park [R] |
| 16:25 | Rah-e-Huda: rec. on 25th February 2012 |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Beacon of Truth |
| 19:35 | Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 24th February 2012 |
| 20:35 | Insight: recent news in the field of science |
| 21:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau class [R] |
| 21:50 | Jalsa Salana Bangladesh [R] |
| 23:00 | Real Talk |

## Wednesday 29th February 2012

| | |
|---|---|
| 00:10 | MTA World News |
| 00:30 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 00:50 | Al-Tarteel |
| 01:25 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th January 1996 |
| 02:30 | Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic |
| 02:55 | Food for Thought |
| 03:25 | Question and Answer Session: recorded on 26th March 1995. Part 2 |
| 04:55 | Jalsa Salana Bangladesh: concluding address delivered by Huzoor, on 7th February 2010 |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | Pakistan in Perspective |
| 07:00 | Yassarnal Qur'an |
| 07:20 | Children's class with Huzoor |
| 08:35 | Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 25th February 1996. Part 1 |
| 09:50 | Indonesian Service |
| 10:55 | Swahili Service |
| 12:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 12:35 | Al-Tarteel |
| 13:05 | Friday Sermon: rec. on 26th May 2006 |
| 14:00 | Bengali Service |
| 15:05 | Children's class [R] |
| 16:30 | Fiq'ahi Masa'il |
| 17:15 | Pakistan in Perspective [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:20 | Question and Answer Session [R] |
| 19:30 | Real Talk |
| 20:35 | Al-Tarteel [R] |
| 21:05 | Fiq'ahi Masa'il [R] |
| 21:40 | Children's class [R] |
| 22:50 | Friday Sermon [R] |

## Thursday 1st March 2012

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:20 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 01:00 | Fiq'ahi Masa'il |
| 01:35 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th January 1996 |
| 02:40 | Pakistan in Perspective |
| 03:15 | Real Talk |
| 04:30 | Al-Tarteel |
| 05:10 | Friday Sermon: rec. on 26th May 2006 |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:35 | Beacon of Truth |
| 07:50 | Faith Matters |
| 08:55 | MTA Variety |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Pushto Service |
| 11:50 | Tilawat |
| 12:05 | Yassarnal Qur'an |
| 12:35 | Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 24th February 2012 |
| 13:45 | Tarjamatul Qur'an class |
| 14:55 | Humanity First [R] |
| 16:15 | Rohaani Khazaa'in Quiz |
| 16:40 | Faith Matters |
| 17:45 | MTA World News |
| 18:15 | Huzoor's Jalsa Salans Address |
| 19:25 | MTA Variety [R] |
| 20:30 | Faith Matters [R] |
| 21:35 | Beacon of Truth [R] |
| 22:30 | Tarjamatul Qur'an class [R] |

*Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 19 | Friday 17 February, 2012 | Issue No. 07

# اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ دسمبر 2011ء)

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط اوّل)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

''اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔'' (سورۃ البقرۃ: آیت156)

یقیناً آج احمدی مردوزن ہی ہیں جو ان مذکورہ بالا آزمائشوں میں سے گزر رہے ہیں اور مکمل صبر و رضا کا نمونہ دکھاتے ہوئے موعودہ منجانب اللہ ''خوشخبری'' کے حق دار بن رہے ہیں۔

ذیل میں نظارت امور عامہ سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ دسمبر 2011ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

.......................................

## ایک احمدی خاتون کو شہید کردیا گیا

**چوبارہ، ضلع لیہ، 5 دسمبر:** چند لوگوں نے مکرمہ مریم خاتون صاحبہ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کردیا۔ آپ کی عمر چھبیس برس تھی اور آپ تین بچوں کی والدہ تھیں۔

مکرمہ مریم صاحبہ، احمدیوں کی ملکیت، ایک رہائشی حصہ میں دیگر کئی احمدی خاندانوں کے ساتھ مقیم تھیں۔ احمدیہ مسجد اور مربی ہاؤس بھی اس احاطہ کے ساتھ ہی واقع ہیں۔ دراصل تقریباً چالیس سال قبل ایک احمدی مکرم محمد احمد خان صاحب نے یہ جگہ خرید کر آباد کی تھی۔ مگر حال ہی میں ایک اور پارٹی نے متصل جگہ خریدی اور سراسر ناجائز طور پر مکرم محمد احمد خان صاحب کے ملکیتی پلاٹوں میں سے بھی بعض پر اپنا حق جتانا شروع کردیا۔ پھر اس مخالف پارٹی نے ایک پولیس افسر، چند سیاستدانوں اور کچھ مولویوں کے ساتھ ملی بھگت کرکے ناحق طور پر احمدیوں کا قطعہ زمین جبراً ہتھیانے کی کوششیں شروع کردیں۔ اب اسی چوری اور پھر سینہ زوری نے نہ صرف ایک معصوم کی جان لے لی بلکہ ایک پورے ہنستے بستے گھرانہ کو مشکل میں ڈال دیا۔

یہ حملہ آور گروہ مکرمہ مریم صاحبہ کو شہید کرکے گاؤں سے فرار ہوگیا۔ مبینہ طور پر پولیس سب انسپکٹر عاشق بلوچ نے ان قاتلوں کو فرار ہونے میں مدد دی ہے۔

معصوم احمدی خاتون کی یہ حالیہ شہادت اسی طویل سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کے تحت پاکستان میں ایک مدّت سے سیاست دانوں کی پشت پناہی، مولویوں کی مدد اور پولیس کی ملی بھگت سے معصوم اور نہتّے احمدیوں کے خلاف گھناؤنے جرائم کا ارتکاب مسلسل جاری ہے۔

.......................................

## توہین کا جھوٹا مقدمہ

**خوشاب:** قارئین کے سامنے اس شہر کے ایک ہائی سکول کے طالب علم مکرم رانا سجیل احمد صاحب اور اس کے والد کو درپیش تشویشناک صورت حال کا تذکرہ گزشتہ اقساط میں کیا گیا تھا۔ اس بابت تازہ اطلاع یہ ہے کہ اس احمدی نوجوان طالب علم کے خلاف پولیس نے احمدیوں کے خلاف بنائے جانے والے امتیازی قانون کی دفعہ PPC-295-C اور اس کے والد کے خلاف PPC 298-C کا مقدمہ درج کرلیا ہے۔ مزید برآں پولیس نے چند روز قبل دوران تفتیش، ان دونوں ملزمان کے ساتھ ساتھ مکرم سجیل احمد صاحب کے بھائی اسفندیار کو بھی 16 MPO میں دھرلیا ہے۔ یاد رہے اس جگہ بھی انہی خطرناک دفعات کا استعمال کیا گیا ہے جو آسیہ بی بی کو سزاوار کرنے کے لئے استعمال کی گئی ہیں اور مقدمہ کی بنیاد غلط الزامات اور جھوٹے گواہوں پر رکھی جارہی ہے۔ مختصراً بتاتے چلیں کہ ہوا یہ تھا کہ مورخہ 23 نومبر کو پبلک ہائی سکول خوشاب میں کچھ لڑکوں کے گینگ نے ایک جھگڑے کے دوران مکرم رانا سجیل احمد صاحب کو بری طرح زدوکوب کیا تھا اور جب اس بابت شکائت کی گئی تو ان شریروں نے الٹا رانا سجیل پر گستاخی اور توہین کے الزامات داغ دیئے۔ اور ایک جھوٹا بیان رانا سجیل کی طرف منسوب کردیا کہ ''میرا نبی سچا اور تمہارا نبی جھوٹا ہے''۔ اور اس ساری شرارت کے پیچھے تحریک ختم نبوت کا مولوی ہے جس کے سرغنہ نے رانا سجیل کے والد رانا حکیم جمیل پر الزام لگایا تھا کہ اس نے سکول کے داخلہ فارم پر اپنے بیٹے کا مذہب اسلام لکھوایا ہے۔ شواہد سامنے آرہے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف اس ساری شرارت کا شاخسانہ کچھ دنیاوی منفعتوں کا حصول ہے۔ پولیس کے پاس شکائتیں درج کروانے کے بعد مولوی حسب سابق وعادت اپنے انہی اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں یعنی جلسے جلوس نکال کر دباؤ ڈال رہے ہیں اور کھلم کھلا اعلان کیا جارہا ہے کہ اگر پولیس نے ان ملزمان کے خلاف مولویوں کی مرضی کی کارروائی نہ کی تو وہ جلسے جلوسوں کا سلسلہ تیز کردیں گے نیز ان ملزمان کو مجرم ثابت کرتے ہوئے ان کے ''واجب القتل'' ہونے کی سزائیں سنائی جاچکی ہیں۔ اور درج ذیل قرارداد جاری کی گئی ہے:

**''اگر پولیس انتظامیہ نے رانا سجیل اور رانا حاکم جمیل کے خلاف توہین رسالت کے مقدمات درج نہ کئے تو مستقبل میں ان کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کی ذمہ دار پولیس ہوگی۔ ہم تحفظ ناموس رسالت کے لئے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں''**

مولویوں نے یہ تحریر دے کر اپنے گماشتوں کو ضلع کے دیگر قصبوں میں بھی بھیجا ہے اور یہ مذکورہ بالا تحریر ہر مسجد میں جمعہ کے وقت پڑھ کر سنائی گئی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ان فسادیوں کی شورشوں اور پولیس کی مولویوں کو قابو میں رکھنے کے حوالہ سے عدم توجہگی نے شہر کی فضا نہایت مکدر کر رکھی ہے اور ان معصوم احمدیوں نے خود حفاظتی اور جان کو مسلسل خطرہ ہونے کی وجہ سے روپوشی میں ہی خیریت جانی ہے کیونکہ پولیس نے تو ان شرپسند قانون شکنوں کو کھلی چھوٹ دی رکھی ہے۔

ضلعی پولیس افسر نے فریقین کو بلایا جس پر احمدیوں نے مورخہ 12 دسمبر کو ڈی پی او سے ملاقات تو کی ہے مگر ملزمان کو پیش نہیں کیا کیونکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری کون اٹھائے؟ جبکہ مخالفین ایک ہجوم بن کر ڈی پی او سے ملنے گئے اور بے بنیاد الزامات اور جھوٹی گواہیوں کے انبار لگادیئے۔ لیکن معلوم پڑتا ہے کہ ڈی پی او کو انصاف کی فراہمی کی بجائے امن وامان کی وقتی بحالی زیادہ قرین مصلحت نظر آتی ہے۔ اس نے حکم دیا کہ دونوں ملزمان اور اسفندیار پر 16MPO بھی لگائی جائے اور رانا سجیل کو پیش کیا جائے جس پر پولیس نے اسفندیار کو گرفتار کرلیا حالانکہ مولویوں کی طرف سے اس پر کوئی الزام بھی نہیں لگایا گیا تھا۔ یقیناً یہ گرفتاری اس لئے ہے کہ احمدیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ ملزمان کو پیش کردیں جو پاکستان کے وحشی ہجوم کے ''فوری انصاف'' سے محفوظ رہنے کے لئے روپوش ہیں۔

چند دن بعد پولیس نے احمدیت مخالف قانون کی مدد سے رانا سجیل کے خلاف PPC-295-C اور اس کے والد رانا حکیم جمیل کے خلاف PPC 298-C کا مقدمہ درج کرلیا اور ادھر اسفندیار تاحال پولیس کا مہمان بنا ہوا ہے، کیونکہ اس کی آزادی رانا سجیل کی قید سے مشروط ہوچکی ہے۔

پاکستان میں قانونی کارروائی کیسی ''شفاف'' ہے: جب تک مطلوب ملزم نہیں ملتا بس خاندان کے کسی بے گناہ فرد کو پکڑ کر حوالات میں ڈال دو۔ قطع نظر اس کے کہ مطلوب شخص پر لگائے جانے والے الزامات سچے ہیں یا جھوٹے۔

اخبار ایکسپریس ٹریبیون نے اپنی 15 دسمبر کی اشاعت میں یہ معاملہ تفصیل سے درج کیا اور عنوان باندھا: **''توہین کے الزامات۔ احمدی خاندان خوف کے مارے چھپنے پر مجبور ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں کے خلاف توہین کے قانون کا ظالمانہ استعمال جاری ہے۔''**

خوشاب کی موجودہ صورت حال کو سمجھنے کے لئے فیثا غورث کی مدد ہرگز درکار نہیں ہے۔ صاف نظر آرہا ہے کہ ڈی پی او کو معلوم ہے مکرم رانا سجیل احمد صاحب کے خلاف الزامات بے بنیاد ہیں کیونکہ کوئی احمدی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول نہیں ہیں۔ لیکن یہ ضلعی پولیس افسر صاحب اور ان جیسے دوسرے افسران، اپنے علاقہ میں امن وامان کا گراف بہتر رکھنے اور اپنی نوکری بچانے کے لئے مقدمہ عدالت میں بھیجنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پولیس افسران کے لئے یہ راہ نسبتاً کم پرخطر ہے کیونکہ قانون کی شق 156-A کے مطابق عدالت SP کو ہی حکم دے گی کہ وہ معاملہ کی تحقیق کرے اور گواہیوں کا معیار اور صداقت پرکھے۔ خدا جانے اس قانون ساز کو کیا نصیب ہوا ہوگا جس نے اس قدر پیچیدہ نظام وضع کیا جس کی وجہ سے پاکستان میں معصوم اپنی معصومیت ثابت کرنے کے لئے ہی دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے۔

.......................................

## ایک احمدی کو ہراساں کرنے کا واقعہ

**فیصل آباد:** مکرم محمد اکبر صاحب یہاں گرین وِیو کالونی کے رہائشی ہیں۔ مسجد جامعہ طیبہ کے مولوی نے شام کو نماز کے بعد وعظ کیا کہ لوگ محمد اکبر سے ہوشیار رہیں کیونکہ یہ آدمی علاقہ کے بچوں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ نیز اطلاع دی کہ ''یہ احمدی نوجوانوں کو صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کیلئے منشیات مہیا کرتا ہے اور یورپ کے ویزے دیتا ہے''۔ بعد ازاں کچھ مولوی مکرم اکبر صاحب کے گھر کے قریب واقع ایک دوکان کے مالک سے آکر ملے نیز اکبر صاحب کے ہمسایوں نے بتایا کہ ایک داڑھی والا آدمی موٹر سائیکل پر آیا تھا اور آپ کے گھر کے متعلق پوچھتا رہا۔

کیا ایسی صورت حال میں مکرم اکبر صاحب کی پریشانی ناواجب ہے؟

.......................................

## سکول میں معاندانہ رویہ

**سکھیکی ضلع حافظ آباد:** مکرم قمر اللہ شاہین صاحب مقامی احمدیہ جماعت کے صدر ہیں۔ آپ کی دو بیٹیاں مقامی ''گرلز ہائیر سیکنڈری سکول'' میں زیر تعلیم ہیں۔ ایک دن آپ کی بڑی صاحبزادی مکرمہ نائمہ عنبر صاحبہ کی استانی نے کمرہ جماعت میں دوران تدریس

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں